قرآنی دنیا

مسلسل

درسِ قرآن

قرآن مجید معہ بچوں کی تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سالانہ ایک روپیہ

قرآنی دنیا بمبئی

جلد ۲ یکم رجب سنہ ۱۳۶۱ھ مقصد قرآن حکیم کی تعلیم عام کرنا ۲۹ اپریل سنہ ۱۹۴۱ء نمبر ۲
قیام حکومت الٰہیہ کیلئے سعی کرنا

ابو محمد مصلح ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے اجمل پریس بمبئی ۳ میں چھپوا کر لطفی ڈیکل ہال گرنبو اسٹریٹ فورٹ بمبئی سے شائع کیا

مصلح

اے کلام اللہ قدرت کا ہے تو سازِ حیات
تیری چھیڑتے ہی سمجھ میں آگیا رازِ حیات

اب اجل کب توڑ سکتی ہے مرا سازِ حیات
روح ہوں میں اور مرے ہاتھوں میں ہے رازِ حیات

قاریٔ قرآن تو کر قرأت کلام اللہ کی
پھر سمجھنے کی ضرورت ہے تجھے رازِ حیات

تیری صدقے "باز گو از نجد و از یارانِ قیس"
چھیڑ پھر مطرب خدا کے واسطے سازِ حیات

اے کلامِ اللہ بیشک تو ہی روحِ قوم ہے
تیرے ہر ہر لفظ سے آتی ہے آوازِ حیات

اے کلام اللہ تجھ سے ہے حیاتِ طیبہ
شوق سے اب تو اٹھایا جائیگا نازِ حیات

ختم جب قرآن ہو، انجام اپنا جان لو
تم سمجھ لو ابتدا کو اس کی آغازِ حیات

وقتِ قرأت کب زمین و آسمان جنبش میں ہیں
اپنے مرکز کی طرف مائل ہے پروازِ حیات

میری قاتل زندگی کا اپنی حاصل ہے یہی
تیرے قدموں پر تڑپتا ہو یہ جانبازِ حیات

بس یہی ہے معنیٔ اِنّا الیہ رٰجِعون
موت پہلو میں بنی بیٹھی ہے غمازِ حیات

قومِ مردہ دیکھئے کب حاملِ قرآن بنے
دے رہا ہوں دیر سے مصلح میں آوازِ حیات

آزادی کا راگ

اے قرآن! میں تیرے ہر صفحہ سے آزادی کا پیغام سنتا ہوں، وہ آزادی جو اپنے پیدا کرنے والے کی غلامی کا پیش خیمہ ہو۔

اے قرآن! تیرا صوتِ سرمدی، تیرا بہشتی سرور انگیز سُریلا لہجہ جو میرے رگِ جاں سے قریب تر ہے۔ میری ہستی کو غیر فانی بنا دیتا ہے اور میرے مصائب کے بادل آناً فاناً چھٹ جاتے ہیں۔

اے قرآن! جب مجھے ہر سمت تاریکی ہی نظر آتی ہے تو تیری مترنم اور روشن آیات کی تجلیاں دل کے پردہ پر نمایاں ہو کر ہر طرف روشنی ہی روشنی پھیلا دیتی ہیں۔

اے قرآن! تو اپنے نام لیواؤں کا دل بڑھاتا ہے اور ناامیدی کو پاس نہیں آنے دیتا۔ تو سوتے سے جگاتا ہے، جگا کر بٹھاتا ہے، بٹھا کر کھڑا کرتا ہے پھر چلاتا ہے اور دوڑاتا ہے یہاں تک کہ منزلِ مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔

اچھا اے قرآن! میں تجھ سے اب محبت کرنا سیکھوں گا۔ تیری تلاوت ہر طرف سے محبتِ الٰہی کے دروازے کھولتی ہے۔

ہاں اے قرآن! بیشک تو ہی ہر گتھی کو سلجھانے والا ہے۔ نجات تیرے قبضہ میں ہے اور فلاح تیرے ہاتھ ہے۔

قرآن اے قرآن! انسانیت پر رحم و کرم کے سبق تجھ سے ملتے ہیں اور رحمت

کی جو موجیں تیرے دریائے کرم اٹھتی ہیں ان کی ایک ایک چھینٹ حیات بخش ہے
ہاں ہاں اے قرآن! خدا کی محبت کا راستہ اس کی مخلوق کی خدمت
اور محبت کی طرف سے ہو کر گیا ہے اس لئے میں تجھ کو نہیں بھول سکتا۔

ابو محمد مصلح

اسلامی حکومت میں کیا ہوگا

سوال صرف اتنا ہے کہ اگر کہیں اسلامی حکومت قائم ہو گئی شریعت کا قانون نافذ ہو گیا، تو جس تہذیب اور جس تمدن پر آج اتنا فخر ہے جس کی شائستگی اور جس نظام پر آپ آج مٹے ہوئے ہیں، اس کی کوئی گنجائش باقی رہ جائیگی؟ میوزک کالجوں کا کیا حال ہوگا؟ سینما ہاؤس کے دن کے مہمان نکلیں گے؟ آرٹ کے بڑے بڑے نگار خانوں کا کیا حشر ہوگا؟ نقاشوں، مصوروں کو زندگی کے دن نصیب ہونگے؟ فلم اسٹار، ریڈیو اسٹار کے گھڑی جینے پائینگے؟ سر راہ بڑے بڑے ریسٹرانوں، چائخانوں اور ٹھنڈی سڑک کے عالیشان ہوٹلوں کی عمارت پر کیا گذر رہیگی؟ کارنیوال کی قسم کے تماشے ایک دن بھی جینے کی مہلت پا سکینگے؟ تاش، گنجفہ، چوسر، شطرنج کی ترقیوں کیلئے قائم ہونیوالے کس کا سہارا ڈھونڈھینگے؟ "اسلامی حکومت کی طلب و تمنا کیجئے، اس کے یہ معنی و مفہوم سمجھ لینے کے بعد بھی باقی ہے۔

پہنچا تو ہوگا سمع مبارک میں حال میر
اس پر بھی جی میں آئے تو دل کو لگائیے "صدق"

قرآنی دنیا

تقریباً دو سال سے بمبئی میں خاص طور پر "تحریکِ قرآن" کا کام جاری ہے اور ادارہ نے اب تک دو ہزار روپے صرف کئے ہیں جیسا کہ مولانا عبدالسمیع خان نکہت بی۔ اے کا خیال ہے کم سے کم دس ہزار آدمی کے کان اس تحریک سے آشنا ہوئے۔ ہمدردوں اور مخلصین کی ایک جماعت بھی پیدا ہو چکی ہے۔ اب ڈاکٹر لطفی صاحب اس کی باقاعدہ تنظیم کا کام انجام دینگے۔ رسالۂ قرآنی دنیا کا دفتر بھی اسی لئے بمبئی میں رکھا گیا ہے۔

عام طور پر لوگ چندہ کے نام سے بھاگتے بھی ہیں لیکن کسی نہ کسی طرح خوگر بھی اسی کے ہیں۔ محرم کے وعظ میں ایک جگہ سے مجھے دس روز وعظ کہنے کی دعوت آئی۔ پھر دریافت کیا گیا "کہ لوں گا کیا" میں نے کہا "کچھ بھی نہیں" اس پر کہا گیا کہ کل جواب دیا جائے گا۔ جب کل آیا تو یہ جواب ملا چونکہ آپ کچھ لیتے نہیں ہیں اسلئے ہم آپ سے وعظ نہیں کرانا چاہتے معلوم نہیں آپ کیوں نہیں لیتے ہیں؟

میمن محلہ کمیٹی کی طرف سے ستری عثمان صاحب نے گذشتہ سے پیوستہ سال دس دن وعظ کہلائے۔ میری طرف سے پہلی شرط یہ ہوئی کہ وعظ صرف قرآنی موضوع پر کہے جائیں گے۔ فرمایشی وعظ ایک بھی نہ ہوگا۔ اس کو قبول کیا گیا اور دوسری شرط یہ پیش کی گئی۔ دو ڈہائی سو روپے جو آپ وعظ کی اُجرت دیتے وہ تو میں نہیں لونگا

لیکن ہر روز کے وعظ کا خلاصہ ۶۰ صفحات کے پمفلٹ کی صورت میں ایکہزار کی تعداد میں کمیٹی کی طرف سے چھپے گا اور نان خطائی کے ساتھ مفت تقسیم ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور دس ہزار کی تعداد میں پمفلٹ تقسیم ہوئے جو بمبئی کیلئے خاص بات تھی۔ خود مستری صاحب کا کہنا تھا کہ ہر سال نان خطائی تقسیم ہونے تک سو دو سو لوگ ہوتے تھے لیکن تقسیم ہونے کے بعد چالیس پچاس کی تعداد باقی رہ جاتی تھی۔

برعکس اسکے اس سال دو اور تین ہزار کے درمیان لوگ شریک ہوتے رہے مستورات اسکے علاوہ تھیں تعلیمیافتہ طبقہ نے خصوصیت کے ساتھ پسندیدگی کا اظہار کیا سیٹھ عثمان قاسم منیڈی ریڈیو والے نے ہر روز ریڈیو مفت لگایا اور کہا کہ مصلح صاحب کے وعظ ہوں تو میں تین سو ساٹھ دن مفت ریڈیو لگانے کو تیار ہوں۔ یہ سب ہی مگر ایک جماعت نے اسکو پسند نہیں کیا چنانچہ حسبِ سابق اس سال اُجرت پر کسی صاحب سے وعظ کرایا گیا۔ اگرچہ میں خود بھی اوائل عشرہ محرم میں بمبئی میں موجود نہ تھا۔

یہی حال تحریک قرآن" سے لوگوں کی دلچسپی کا بھی ہے۔ میں نے ابتک چندہ نہیں کیا اور نہ آئیندہ کروں گا۔ کتابوں کی فروخت ہی سے تحریک چلائی جائے گی چاہے لوگ اس کی خوبی کو نہ سمجھیں اور اس طرح کے کاموں کے خوگر نہ ہوں۔

ابو محمد مصلح

لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی

ملک میں تعلیم (وشعور) کی کمی نہیں۔ اسکولوں کالجوں کی بھی بہتات ہے۔ اخبارات ورسائل بھی نکل رہے ہیں چھوٹی بڑی انجمنیں بھی ان گنت ہیں۔ خانقاہوں میں ہُو حق بھی ہے۔ اور مدرسوں میں قال اللہ وقال الرسول بھی ہے۔ ممبر پر وعظ ونصیحت بھی ہے اور پلیٹ فارموں سے دھواں دھار تقریریں بھی۔ لکھے پڑھے چند مسلمان جہاں بھی اکٹھے ہو گئے، قوم، ملک، مذہب و سیاست، اور اسی قسم کے دوسرے مباحث کا چھڑ جانا نئی بات نہیں باوجود اس کے ہمارا مقصد ایک ہے نہ راستہ ایک اور نہ ہی منزل ایک۔

ایک انسان کی زندگی کا مقصد صحیح وہی ہو سکتا ہے جو اس کے پیدا کرنیوالے نے متعین کیا ہو۔ اسی لئے قرآن نے جامع مانع جو لفظ استعمال کیا ہے وہ "عبادت" ہے جسکو بدقسمتی سے صرف نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ میں محدود کر دیا گیا ہے حالانکہ عبادت کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کی زندگی میں دنیا اور دین کے لئے جو کچھ ناگزیر ہے وہ سب کچھ "عبادت" ہے۔ بشرطیکہ یہ مرضیاتِ الٰہی کے مطابق ہوں۔ اور انہیں مرضیاتِ الٰہی کے مجموعہ کا نام "قرآن" ہے۔

رہا "مسلمان کی زندگی کا مقصد" وہ "اعلائے کلمۃ اللہ" کے سوا اور کچھ نہیں۔ اور اگر یہ تسلیم ہے تو پھر اس کے لئے وہ سب کچھ کرنا ہوگا۔ جو لوازمات سے ہے۔ مادی طاقت

طاقت بھی حاصل کرنی ہوگی۔ اور روحانی اور اخلاقی بھی۔ مادی طاقت میں فوج بھی ہے اور آلات حرب وغیرہ بھی۔

"اعلائے کلمۃ اللہ" امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے ذریعہ سے ہی ممکن ہے، اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا انحصار طاقت پر ہے اور طاقت وحکومت دونوں لازم وملزوم کی حقیقت رکھتے ہیں یعنی طاقت ہو تو حکومت پیدا ہو سکتی ہے اور حکومت ہو تو طاقت باقی رہتی ہے۔

مطلب یہ ہوا کہ "اعلائے کلمۃ اللہ" جذبہ پیش خیمہ ہے حصول حکومت کا لیکن وہ حکومت نہیں جس میں شیطانی ہاتھ ہو۔ بلکہ خالص "رحمانی حکومت" جہاں بنی نوع انسان اپنے اصلی شرف کو حاصل کر لیتی ہے۔ جس کے لئے پانی کے اندر مچھلیاں، ہوا میں پرندے اور زمین پر حشرات الارض اور چرندے دعائے خیر کرتے ہیں۔ اور ملائک سلامتی کا آوازہ بلند کرتے ہیں جہاں نہ وطنیت خون خرابے کراتی ہے اور نہ جہاں قومیت کے دیوی دیوتا کے آگے انسانوں کی قربانیاں پیش کی جاتی ہیں۔

نتیجہ کیا نکلا یہی کہ "اعلائے کلمۃ اللہ" کو مقصد زندگی قرار دینے والی قوم حاکم ہوگی، مفلس وقلاش نہیں، اور اخلاق فاضلہ والی ہوگی اخلاق رذیلہ والی نہیں۔

اب آیئے اس بات کو صاف کر لیجئے۔ کہ ہماری موجودہ مساعی اور جد وجہد جن کا اوپر ذکر ہوا وہ کیا ہیں۔ اور ان کے نتائج کیا برآمد ہوئے ہیں۔ یا آئندہ

کے لئے کیا کچھ امیدیں وابستہ کیجا سکتی ہیں۔ جہاں تک اپنی ذات کا تعلق ہے میں اس سے مایوس ہوں میں نہیں سمجھتا کہ یہ راہ کعبہ کو جاتی ہے۔ بلکہ راستہ ترکستان کا ہے اس لئے ترکستان ہی کو پہنچائے گی۔

پوری قوم کیلئے حکومت کے لائق بننے کے لئے لازمی ہے کہ ایک ہی حرکت ہو گی اور وہ "اعلائے کلمۃ اللہ" کا جذبہ پیدا کرنا ہے۔ جو قرآن ہی سے ممکن ہے، امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے آگاہ ہونا پڑے گا۔ اسکے لئے بھی قرآن ہی کے علم کا عموم اور لزوم ہے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ ان سے، اسی جذبہ کے پتلا تھے اسی فرمانِ خداوندی پر سر تسلیم خم کئے ہوئے تھے۔ اسی مقصد کیلئے ان کا مرنا، اور جینا تھا۔ وہ اسی راستہ پر مضبوطی کے ساتھ قدم جمائے ہوئے تھے۔ اور اسی منزل پر پہنچنے کیلئے کوشاں تھے۔ اسلئے ان کی سعی کے نتائج حکومت کی شکل میں نمودار ہوئے لیکن برعکس اسکے ہماری جد وجہد یہ نہیں ہے، بلکہ اس کے برعکس ہے، پھر ظاہر ہے کہ نتائج بھی ایسے ہی برآمد ہوں گے اور ہو رہے ہیں۔

اگر یہ ٹھیک نہیں پھر ناظرین قرآنی دنیا سے ہمارا سوال ہے۔ وہ بتائیں کہ اگر آج کی ساری سعی صحیح ہے تو پھر ہم دین و دنیا کے مالک کیوں نہیں ہیں؟ اور پھر لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی کے کیا معنی ہوں گے ؟؟؟

ابو محمد مصلح

سمجھ میں آنیکی بات سمجھ میں نہیں آتی

کیا اس بات کا سمجھنا کوئی مشکل امر ہے۔ کہ انسان کو خدا نے پیدا کیا اور فضول نہیں پیدا کیا۔ اور یہ ایسا ہی چھوڑ نہیں دیا جائے گا۔ یہ سمجھ میں آنیکی بات تھی اور ہر شخص کے سمجھ میں آنی چاہیئے۔ اسی طرح یہ بات بھی سمجھ میں آنے کی ہر کہ آسمان وزمین کی ہر چیز کا ایک مقصد ہے تو انسان کی زندگی کا بھی ضرور کوئی مقصد ہے اور ظاہر ہے کہ یہ مقصد خود انسان کا پسند کیا ہوا نہیں بلکہ اس کے پیدا کرنے والے خدا کا متعین کیا ہوا ہوگا۔ یہی مقصد ہے جس کیلئے وحیٔ آسمانی کا نزول ہوا اور انبیا علیہم السلام مبعوث ہوتے رہے۔ یہ جو کہا گیا نوعِ انسانی کے ہر فرد کے واسطے ہے۔ لیکن مسلمان تو اس پر ایمان رکھتے ہیں اور بغیر اس پر ایمان لائے مسلمان ہی نہیں ہو سکتے۔

اب میں پوچھتا ہوں کہ خدا نے قرآن کو بھیجا یا نہیں، حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم فداہ ابی واُمی نے اس کو پیش کیا یا نہیں؟ عرب کے بادیہ نشینوں کو اسی طرف بلایا یا نہیں؟ کفار ومشرکین کو اسی کی دعوت دی یا نہیں؟ اور کیا یہی چیز نہیں تھی جس نے جزیرۃ العرب میں غلغلہ برپا کیا اور ایک تھلکہ ڈالدیا؟ اور کیا قرآن ہی نہ تھا جس کی تعلیمات کی مخالفت میں دشمنوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور حق پرستوں کی ایذا رسانی میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔

اگر پیغمبر اسلام صلعم صرف یہی کہتے کہ قرآن کو ویسے ہی رسمی طور پر مان لو۔ نہ تو اس کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اور نہ اس پر عمل کی حاجت ہے تو کیا عرب کے کفار و مشرکین کو اتنی بات کے ماننے میں کوئی عذر ہوتا، نہیں ہرگز نہیں۔

اُدھر سے انکار تھا لیکن اِدھر سے اس بات پر اصرار تھا کہ قرآن کی تعلیمات پر زبانی ایمان لانا ہی کافی نہیں بلکہ اسی کے بتلائے ہوئے اخلاق سے اپنے ظاہر و باطن کو سنوارنا ہوگا۔ اور اسی کے قانون پر چلنا ہوگا۔ یہی چیز تھی جو کفار و مشرکین کے باطل عقیدوں اور روزمرہ پر پانی پھیرنے والی تھی جس کی بقا کے لئے انہوں نے مخالفت کی لیکن شکست کھائی۔

قرآن سے تمسخر کرنیوالو! کیا تمہارا بھی یہی حال نہیں، کیا تم اس سے کچھ کم قرآنی علم و عمل کی مخالفت کرتے ہو۔ تم میں کا اکثر حصہ تو ایسا ہے جو قولاً بھی مخالفت کرتا ہے اور فعلاً بھی لیکن کچھ ہیں جو قولاً نہیں لیکن فعلاً اس کے مخالف ہیں، نتیجہ دونوں کا ایک ہی ہوا۔ اور آج اسی کے نتائج بد تو ہیں جس سے مسلمانانِ عالم دوچار ہیں۔

مسلمانو! میں اب تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا خدا نے جس چیز کو ضروری سمجھا تم اسکو غیر ضروری نہیں سمجھ رہے ہو۔ یعنی قرآن کا علم اور عمل کیا تمہارے اندر دائر و سائر ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔

بتاؤ یہ سمجھ میں آنے کی بات تمہاری سمجھ میں کیوں نہیں آتی کہ قرآن کی تعلیم عام اور لازمی ہونی چاہیئے۔ بتاؤ بتاؤ کیا دنیا میں کوئی کتاب بھی بے معنی و بے مطلب

پڑھی پڑھائی جاتی ہے۔ پھر تم نے اس کتاب کو جو سراپا معنے ہے آخر بے معنی پڑھنے
پڑھانے کا رواج کیوں قائم کر رکھا ہے۔

میں تم سے کہتا ہوں کہ تمہاری پستی، تمہاری نکبت، تمہاری غربت، تمہاری
ذلت، تمہاری محکومی وغیرہ کا واحد سبب اللہ کی کتاب سے بے اعتنائی ہے
اور میں اس ذات پاک کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے
کہ جب تک تم قرآن پاک کی اصلی عزت نہیں کرو گے ذلیل وخوار ہی رہو گے۔ پیشتر
اس سے پہلے کہ اس کی مہلت باقی نہ رہے قرآن کی طرف آجاؤ۔

ابو محمد مصلح

کوئی شاعروں کے کلام کا پجاری ہے اور کوئی ادیبوں کے شاہکاروں
کا خطرزن۔

کوئی مناظر قدرت کا دلدادہ ہے اور کوئی سائنس کی اعجوبہ کاریوں کا مفتون
کوئی چاند سورج اور سیارگانِ فلک پر نگاہ لگائے ہے اور کوئی
آب و آتش سے لو لگائے۔

کوئی توریت وانجیل پر فدا ہے اور کوئی گیتا و رامائن اور ژند اوستا
کا عاشق۔

لیکن اسے قرآن میں تیری دنیا میں بستا ہوں اور تیرے سوا کسی کو نہیں
جانتا

"مصلح"

دلدادگانِ قرآن سے

محذّراتِ سراپردہ ہای قرآنی چہ دلبراند کہ دل میبرند پنہانی

ای دلدادگانِ قرآن، مجھے تم سے کچھ کہنا ہے۔ بیشک تمہارا ایمان ہے۔ بالیقین تم قرآن پر فدا ہو، قرآن کے رسیا ہو، قرآنی نشہ اور اسکے سرور سے متکیف ہو، قرآنی موضوع پر اچھی سے اچھی تصنیف پیش کر چکے ہو اور کر سکتے ہو، معیاری مقالہ سپردِ قلم کر سکتے ہو، بہترین تقریر کر سکتے ہو، اس کی فصاحت و بلاغت کے دریا بہا سکتے ہو لیکن باوجود اس اعتراف کے پھر بھی اے دلدادگانِ قرآن مجھے تم سے کچھ کہنا ہے سب سے پہلے میرا تم سے سوال ہے کہ کیا تم نے اس بات پر بھی کبھی غور کیا ہے کہ قرآن کے متعلق موجودہ ساری جدوجہد کے نتائج کیا برآمد ہو رہے ہیں یا آئندہ کو ان سے کیا امیدیں وابستہ کی جاسکتی ہیں۔

اگر اب تک تم نے غور و فکر سے کام نہیں لیا ہے تو خدا کے واسطے اب تو اس کو ضروری سمجھو۔ کم سے کم قرآن والوں کو تو ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہ وہ انجامِ کار پر نگاہ نہ رکھیں۔

ای دلدادگانِ قرآن تم کو حق ہے کہ یہی سوال تم مجھ سے بھی کر سکتے ہو۔ سنو، میرا جواب یہ ہے کہ ہاں میں نے غور کیا ہے۔ نتیجہ پر پہونچا ہوں اور اب جو کچھ کر رہا ہوں سمجھ بوجھ کر کر رہا ہوں کہ اس کے نتائج انشاء اللہ وہی برآمد ہوں گے جس کی قیمت

سے یہ کیوں کہ قرآنِ مجید کے علم وعمل کی صدا بلند کیجائے ، فضا کو قرآنی فضا بنایا جائے ۔ قرآنِ مجید کی تعلیم معنی ومطلب کے ساتھ عام اور لازمی کیجائے حکومتِ الٰہیہ کے قیام کے لئے سعی کی جائے ۔ قرآنی قوانین کے نفاذ پر زور دیا جائے ۔ قرآن کو صرف مسلمانوں کے لئے نہ سمجھا جائے بلکہ نوعِ انسانی کے ہر فرد تک اس خدا کے آخری پیغام کو پہنچایا جائے اور سب کو توحید پرستی کی طرف مائل کیا جائے ۔

ابو محمد مصلح

اے قرآن کے حافظو

اے قرآن کے حافظو! مجھے تم پر رشک آتا ہے کہ تم نے دریا کو کوزے میں بند کر لیا ہے ۔

تم ذرا ایک قطرۂ خون یعنی اپنے دل کو دیکھو، اور پھر قرآن کی سمائی پر غور کرو ۔

کیا تمہیں معلوم نہیں کہ خدائے قدوس کے ایک ایک کلمہ کا وصف بیان سے باہر ہے ۔

سات سمندروں کی سیاہی اور روئے زمین کے جملہ اشجار کے قلم ہوں تب بھی اسکے ایک کلمہ کی تعریف بیان نہ ہو سکے اور اس سے پہلے کہ اس ایک کلمہ کی تعریف ختم ہو ان سات سمندروں کی سیاہی خشک ہو جائے گی ۔

یہی نہیں بلکہ اگر اسی طرح کے اور سات سمندروں کی سیاہی بھی فراہم کر لی جائے تو بس نہ ہو

پس اے قرآن کے حافظو! بے شک تم قابلِ رشک ہو ۔ "مصلح"

قرآنی جنگ

قرآنی جنگ سب سے پہلے اپنے نفس سے شروع ہوتی ہے اور اسی کے ساتھ ہی پھر دوسرے نفوس سے بھی جنگ شروع ہوجاتی ہے کیونکہ جو شخص قرآن پر ایمان لاتا ہے اس کو خود بھی صالح بننا پڑتا ہے اور دوسروں کو بھی صالح بنانا ضروری ہوجاتا ہے۔

یہ جنگ اوامر و نواہی کی جنگ ہے۔ نواہی سے رکنا یا روکنا اور اوامر کیلئے مجبور ہونا یا مجبور کرنا درحقیقت قرآنی جنگ ہی ہے۔

انسان کے اندر دو قوتیں ہیں ایک شیطانی دوسری رحمانی۔ شیطانی قوت اپنی حکومت چاہتی ہے۔ حالانکہ اس کا حق صرف رحمانی قوت کے لئے مختص ہے۔ لہٰذا اس شیطانی قوت کے مٹانے یا مغلوب کرنے کیلئے قرآنی جنگ لڑی جاتی ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ زمین و آسمان اور اسکے اندر جو کچھ ہے وہ خدا کی ملکیت ہے۔ اس کو جو کوئی استعمال کرے خدا کے حکم کے بموجب خدا کی امانت سمجھ کر استعمال کرے۔ اگر ایسا نہیں بلکہ معاملہ اسکے برعکس ہو تو اس سے جنگ کیجائیگی۔

قرآن کا منشا ہے کہ زمین کا مالک صرف خدا ہو اور انسانوں پر حکومت صرف خدا کی ہونی چاہئے۔ اس لئے کہ بدامنی صرف اسی سے دور ہوسکتی ہے اور انسانی شرف فقط اسی سے قائم رہ سکتا ہے۔ اس لئے قرآنی جنگ ہر قسم کی جنگ

کے ساتھ ہے۔

قرآنی جنگ آسمانی قوانین کے نفاذ اور حکومتِ الٰہیہ کے قیام کے لئے ہے۔ اور اسی کا نام جہاد ہے۔

قرآنی جنگ خدا سے صلح کے لئے کی جاتی ہے خواہ اُس کے لئے تمام دنیا سے ہی جنگ کرنی پڑے۔

(ابو محمد مصلح)

اے خدا! مجھے وہ نورِ بصارت عطا فرما جس سے تیرے کلام کے حُسنِ معصوم کو بے نقاب دیکھ سکوں۔

اے خدا! قرآن کو میرا مونس و غمخوار بنا دے جو مجھے ڈھارس دے اور میری ڈوبتی ہوئی ناؤ کو منجدھار سے پار لگا دے۔

اے خدا! تیری عطا و بخشش کی انتہا نہیں، تیرے خزانوں پر تیرا ہی قبضہ ہے، پس! تو مجھے قرآن کے خزانے سے وہ دے، جو تیری مرضی ہے۔

اے خدا! اے خدا! رگ خاموش کیوں نہیں رہتے کہ میں شجر و حجر میں صرف تیری ہی صدا سنوں۔

"مصلح"

عدلِ فاروقی

از جناب غلام دستگیر صاحب ایم۔اے

جب انتظام کا سکہ اچھی طرح جم گیا تو حضرت عمرؓ نے قضاۃ کا صیغہ الگ کرکے ہر ضلع میں عدالتیں قائم کیں۔ قاضی مقرر کئے گئے۔ اس کے بعد ایک فرمان کے ذریعہ جو ابو موسیٰ اشعری گورنرِ کوفہ کے نام لکھا گیا تھا، قضاۃ کا اصول و آئین بالتفصیل بتایا گیا۔ جو کہ بعینہٖ درج ذیل ہے۔ اس وقت ہمارے سامنے رومن سلطنت کے دوازدہ گانہ وہ قواعد بھی ہیں جن پر رومیوں کو بڑا ناز تھا کہ تمام فلاسفروں کی تصنیفات سے بڑھ کر ہیں۔ ان دونوں کا موازنہ کرکے ہر شخص فیصلہ کرسکتا ہے کہ تمدن کے وسیع اصول کس میں زیادہ ہیں۔

رومن سلطنت کے بارہ عدالتی اصول اور احکام حسب ذیل ہیں۔

(۱) جب تم عدالت میں طلب کئے جاؤ تو فوراً فریقِ مقدمات کیساتھ حاضر ہو۔

(۲) اگر مدعا علیہ انکار کرے تو تم گواہ پیش کرو تاکہ وہ جبراً حاضر کیا جائے۔

(۳) مدعا علیہ بھاگنا چاہے تو تم اس کو پکڑ سکتے ہو۔

(۴) مدعا علیہ بیمار یا بوڑھا ہو تو تم اسکو سواری دو ورنہ اس پر حاضری کیلئے جبر نہیں کیا جاسکتا۔

(۵) مدعا علیہ ضامن پیش کرے تو تم اس کو چھوڑ دو۔

(۶) دولت مند کا ضامن دولت مند ہونا چاہیئے۔
(۷) جج کو فریقین کے اتفاق سے فیصلہ کرنا چاہیئے۔
(۸) جج صبح سے دوپہر تک مقدمہ سنے گا۔
(۹) فیصلہ دوپہر کے بعد فریقین کی حاضری میں ہوگا۔
(۱۰) مغرب کے بعد عدالت بند رہے گی۔
(۱۱) فریقین اگر ثالث پیش کرنا چاہیں تو ان کو ضامن دینا چاہیئے۔
(۱۲) جو شخص گواہ نہیں پیش کر سکتا مدعا علیہ کے دروازے پر دعویٰ پکار کر کہے۔

یہ قواعد ہیں جن کو یاد کر کے یورپ رومن سلطنت پر ناز کرتا ہے۔ اب حضرت عمرؓ کا فرمان ملاحظہ ہو جو درج ذیل ہے۔

خدا کی تعریف کے بعد قضا ایک ضروری فرض ہے لوگوں کو اپنے حضور میں اپنی مجلس میں، اپنے انصاف میں برابر رکھو تاکہ کمزور انصاف سے مایوس نہ ہو اور زور دار کو تمہاری رورعایت کی امید نہ پیدا ہو جو شخص دعوٰے کرتا ہے اس پر بارِ ثبوت ہے۔ اور جو شخص منکر ہو اس پر قسم صلح جائز ہے بشرطیکہ اس سے حرام حلال نہ ہونے پائے کل اگر تم نے کوئی فیصلہ کیا تو آج غور کے بعد اس سے رجوع کر سکتے ہو جس مسئلہ میں شبہ ہو اور قرآن و حدیث میں اس کا ذکر نہ ہو تو اس میں غور کرو اور پھر غور کرو اور اس کی مثالوں اور نظیروں پر خیال کر و پھر قیاس لگاؤ جو شخص ثبوت پیش کرنا چاہے

تو اس کے لئے ایک میعاد مقرر کرو اگر وہ ثبوت دے تو اس کا حق دو ورنہ مقدمہ خارج مسلمان سب ثقہ ہیں باستثنائے اُن اشخاص کے جن کو حد کی سزائیں دُرّے لگائے گئے ہیں۔ یا جنھوں نے جھوٹی گواہی دی ہو اور وراثت میں مشکوک ہوں۔

اس فرمان میں قضا کے متعلق جو قانونی احکام مذکور ہیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) قاضی کو عدالتانہ حیثیت سے تمام لوگوں کے ساتھ یکساں برتاؤ کرنا چاہئے۔

(۲) بارِ ثبوت عموماً مدعی پر ہے۔

(۳) مدعا علیہ اگر کسی قسم کا ثبوت یا شہادت نہیں رکھتا تو اس سے قسم لی جائے گی۔

(۴) فریقین ہر حالت میں صلح کر سکتے ہیں لیکن جو امر خلاف قانون ہے اس میں صلح نہیں ہو سکتی۔

(۵) قاضی خود اپنی مرضی سے مقدمہ کے فیصل کرنے کے بعد اس پر نظر ثانی کر سکتا ہے۔

(۶) مقدمہ کی پیشی کی ایک تاریخ مقرر ہونی چاہئے۔

(۷) تاریخ معینہ پر اگر مدعا علیہ حاضر نہ ہو تو مقدمہ یک طرفہ فیصل کیا جائے گا۔

(۸) ہر مسلمان قابلِ ادائے شہادت ہے۔ لیکن جو شخص سزا یافتہ ہو یا جس کا جھوٹی گواہی دینا ثابت ہو وہ قابلِ شہادت نہیں۔

فصلِ خصومات میں پورا عدل و انصاف چار باتوں پر موقوف ہے۔

(۱) عمدہ اور مکمل قانون جس کے مطابق فیصلے عمل میں آتے ہیں۔

(۲) قابل اور متدین حکام کا انتخاب۔

(۳) وہ اصول اور رائیں جن کی وجہ سے حکام رشوت اور دیگر ناجائز وسائل کے سبب سے فصل خصومات میں رو رعایت نہ کرنے پائیں۔

(۴) آبادی کے لحاظ سے قضاۃ کی تعداد کافی ہو تاکہ مقدمات کے انفصال میں حرج نہ ہونے پائے۔

حضرت عمرؓ نے ان تمام امور کا اس خوبی سے انتظام کیا کہ اس سے بڑھ کر نہیں ہو سکتا تھا۔

حضرت عمرؓ نے قضاۃ کو خاص طور پر اس کی ہدایت لکھی کہ جزئیات میں حدیث و اجماع و قیاس سے مدد لیں۔ چنانچہ قاضی شریح کو ایک فرمان میں لکھا کہ مقدمات میں اول قرآن مجید کے مطابق فیصلہ کرو۔ قرآن مجید میں وہ صورت مذکور نہ ہو تو حدیث اور حدیث نہ ہو تو اجماع (کثرت رائے) کے مطابق اور کہیں پتہ نہ لگے تو اجتہاد کرو۔ حضرت عمرؓ نے اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ہمیشہ وقتاً فوقتاً حکام عدالت کو مشکل اور اہم مسائل کے متعلق فتوی لکھ کر بھیجتے رہتے ہیں۔

قضاۃ کے انتخاب میں جو احتیاط اور نکتہ سنجی کی گئی اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ جو لوگ انتخاب کئے گئے وہ اس حیثیت سے تمام عرب میں انتخاب تھے۔ پایۂ خلافت یعنی مدینہ منورہ کے قاضی زید بن ثابت تھے۔ جو رسول اللہ کے زمانہ میں کاتب وحی رہے تھے وہ سریانی، عبرانی زبانوں کے ماہر ہونے کے علاوہ علوم فقہیہ

میں سے فرائض کے فن میں تمام عرب میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے کعب بن سور الازدی جو بصرہ کے قاضی تھے بہت بڑے معاملہ فہم اور نکتہ شناس تھے فلسطین کے قاضی عبادہ بن ثابت تھے جو منجملہ ان پانچ شخصوں کے ہیں جنھوں نے رسول اللہ کے عہد میں تمام قرآن حفظ کیا تھا۔ کوفہ کے قاضی عبداللہ بن مسعود تھے، جو فقہ حنفی کے مورث اعلیٰ ہیں الغرض حضرت عمرؓ کے زمانہ کے بہت سے ایسے قضاۃ ہیں جن کی عظمت اور جلالت شان رجال کی کتابوں سے معلوم ہوسکتی ہے۔

عہدہ داران عدالت کا امتحان اور انتخاب - قاضی کے تقرر کا انتخاب حاکم صوبہ یا حاکم ضلع کو تھا تاہم حضرت عمرؓ زیادہ احتیاط کے لحاظ سے اکثر لوگوں کو خود انتخاب کرکے بھیجتے تھے۔ انتخاب سے پہلے اکثر ان سے ذاتی تجربہ کرتے اور ان کا علمی امتحان لیتے۔

عدالت میں رشوت ستانی کا انسداد ناجائز وسائل آمدنی کو روکنے کے لئے بہت سی بندشیں کیں۔

انصاف میں مساوات عدالت و انصاف کا بڑا لازمہ عام مساوات کا لحاظ ہے یعنی ایوان عدالت میں شاہ و گدا، امیر و غریب، شریف اور رذیل سب ہم رتبہ سمجھے جائیں حضرت عمرؓ کو ان کا اس قدر اہتمام تھا کہ اس کے تجربہ اور امتحان کیلئے متعدد مرتبہ خود عدالت میں فریق مقدمہ بنکر گئے۔

ایک دفعہ ان میں اور ابی بن کعب میں کچھ نزاع تھی۔ ابی نے زید بن ثابت

کے ہاں مقدمہ دائر کیا حضرت عمرؓ مدعی علیہ کی حیثیت سے حاضر ہوئے زید نے تعظیم دی حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ تمہارا پہلا ظلم ہے یہ کہہ کر ابی کے برابر بیٹھ گئے ابی کے پاس کوئی ثبوت نہ تھا اور حضرت عمرؓ کو دعوی سے انکار تھا۔ ابی نے حضرت عمرؓ سے قاعدہ کے موافق قسم لینی چاہی لیکن زید نے ان کے رتبہ کا لحاظ کرکے ابی سے درخواست کی کہ امیر المومنین کو قسم سے معاف رکھو۔ حضرت عمرؓ اس طرفداری پر نہایت رنجیدہ ہوئے۔ زید کی طرف مخاطب ہو کر کہا جب تک تمہاری نزدیک ایک عام آدمی اور عمر دونوں برابر نہ ہوں تو منصبِ قضاۃ کے قابل نہیں سمجھے جا سکتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے عہدِ خلافت میں بلکہ بنو امیہ کے دور تک عموماً قضاۃ ظلم و ناانصافی کے الزامات سے پاک رہی۔

ماہرانِ فن کی شہادت | صیغہ قضا اور خصوصاً اصولِ شہادت کے متعلق حضرت عمرؓ نے جو نادر باتیں ایجاد کیں۔ ان میں ایک ماہرِ فن کی شہادت بھی یعنے جو امر کسی خاص فن سے تعلق رکھتا تھا اس میں خاص اس فن کے ماہر کا اظہار لیا جاتا تھا۔

پولیس | پولیس کا صیغہ مستقل طور پر قائم ہو گیا تھا اور اسوقت اسکا نام احداث تھا۔

جیلخانہ کی ایجاد | حضرت عمرؓ کی ایک ایجاد یہ ہے کہ جیل خانے بنوائے ورنہ ان سے پہلے عرب میں جیل خانہ کا نام و نشان نہ تھا۔

جلاوطنی | جلاوطنی کی سزا بھی حضرت عمرؓ کی ایجاد ہے چنانچہ ابومحجن کو حضرت عمرؓ نے سزا بھی دی تھی اور ایک جزیرہ میں بھجدیا تھا۔ (ماخوذ از الفاروق تالیف علامہ شبلی مرحوم)

انسان کا معیارِ زندگی

مولانا عبد السمیع خاں نکہت ۔ بی ۔ اے

غلام ہمت آنم کہ زیر چرخ کبود ؛ ز ہر چہ رنگ تعلق گرفت آزاد است

لسان الغیب حافظ شیرازی ۔ شاعرانہ انداز میں قرآنی حقائق پر روشنی ڈالتے ہیں ۔ ذرا اپنے دل و دماغ کا جائزہ لیجئے اور سمجھئے کہ آپ اس معیارِ زندگی پر کس قدر پورے اُترتے ہیں ۔ سوال یہ ہو کہ انسانی زندگی مادّی رنگ میں ڈوبی ہوئی ہو یا روحانی خیالات میں غرق ۔ دنیا کے فلسفیوں اور سائنسدانوں نے اس پر بہت کچھ لکھا اور لکھتے رہیں گے ۔ تمام یورپ تقریبًا مادیت کا قائل ہے ۔ اون کا دین و ایمان یا تو قومیت پرستی ہو یا اپنی اور دوسرے افراد کی شکم پروری ۔ ایشیا میں اکثر افراد ایسے پیدا ہوئے جو دنیا کو مایا سمجھے ۔ یوگ کی تعلیمات میں جنگلوں کو آباد کیا گیا ۔ اور علائقِ دنیا کو ایک جنجال سمجھا گیا ۔ یہودیوں کی رہبانیت ۔ فلاسفۂ یونان کی عقول پرستی ۔ ہندوؤں کی تپسیا ترک مادیت کی موئد ہیں ۔ مگر دماغ آرائیوں کے باوجود یہ سوال اپنی جگہ قائم رہتا ہو کہ انسانی زندگی کس طرح بسر ہو ۔ یورپ کے سائنسداں صرف توپوں اور بندوقوں اور مادی اسلحہ کی پیداوار کو ترقیِ انسانی سمجھتے ہیں ۔ اور ان کی زندگی اسی لیے وقف ہے ۔

قرآن مبارک نے اس خیال کو لغو سمجھا ہو کہ انسانی زندگی ایسی خرافات کی

ہو۔ بلکہ اس نے اپنی تعلیمات میں ایسے مسائل پر روشنی بھی نہیں ڈالی کہ سرمایہ کس طرح پیدا ہو۔ نوجین کیونکر مسلح ہوں۔ آسمان و زمین کی گردش کس طرح معلوم ہوسکتی ہے؟ نباتات وحیوانات جمادات اور دیگر اشیاء کے حقایق معلوم بھی کرنا چاہیئے یا نہیں؟ اس کا اپنا پیغام روحوں کی آراستگی اور تزکیۂ نفس ہے جو حکمت وموعظت کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ وہ خونخواری وخونریزی، اہمسہ اور رہمسہ رہبانیت اور یوگی پن۔ ترک دنیا اور حبِّ دنیا دونوں کو بُری نگاہ سے دیکھتا ہے۔ گویا کہ زندگی جسم وجان دونوں کا مجموعہ ہے۔ اس لئے ایک کو چھوڑنا اور دوسرے کو اختیار کرنا اس کے مسلک میں جائز نہیں۔ اس کا فرمان ہے کہ جسم کی پرورش اور تمدن کی ترقی حسبِ ضرورت ہونی چاہیئے۔ مگر روح کا نشو ونما اور ایک بندہ کا اپنے خالق سے ملنا اور اس کے فیضان سے قدم بر قدم متمتع ہونا اس کی روحِ رواں ہے۔ اس کا عقیدہ ہے کہ جو قومیں تفریط وافراط سے بچ کر صراطِ مستقیم پر چلتی ہیں وہی زندہ رہتی ہیں۔ اور انہیں کو زندہ رہنے کا حق حاصل ہے۔ مگر یہ صراطِ مستقیم فی الحقیقت بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہے۔ اِہدِنَا الصِّراطَ المستقیم میں اسی کی طرف اشارہ ہے اور جو کوئی اس راہ کو نہیں سمجھتا وہ یقیناً جہنم واصل ہوتا ہے۔ لسان الغیب رح اس دشواری کو نفسیات کے ماتحت خوب سمجھتے ہیں۔ اور انسانی ارادوں اور تمناؤں مادی حرص وہوا کی الجھنوں پر غائر نظر ڈالنے کے بعد اس نتیجہ پر پہونچتے

ہیں کہ ایسے بندگانِ خدا اس دنیا میں بہت کم ہیں۔ اکثریت فاسقین کی ہے۔ اور اقلیت صالحین کی۔ اسلئے اگر کوئی مردِ صالح اس قسم کا ملجائے جو اپنے افعالِ زندگی کو قرآن کے ماتحت مکمل بنالے تو پھر بنی نوعِ انسان کیلئے وہی پیغامبر ہے اور اس میں رہبری کی صلاحیت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اس نیلے آسمان کے نیچے اس شخص کا غلام ہوں جو اس دنیا میں رہے مگر مادیت کے علائق میں نہ الجھے اِسکا معیارِ زندگی اس قدر بلند ہو کہ دولت و مال اور اہل و عیال کی محبت، سرمایہ داری کی ہوس اور اسی قسم کی دیگر خرافات اسکے مرکزِ روح کو معطل نہ بنادیں وہ علائق کی آگ میں جلتا رہے مگر اسکا دامن پاک و صاف رہے۔ وہ کسی طرح دنیا کی پابندیوں میں پھنسا رہے مگر روح آزادی سلب نہو۔

علیٰ ہذا دنیا کی دلفریبیاں اس کے ساتھ ہوں۔ مگر وہ ذاتِ الٰہی کی رعنائیوں اور دلفریبیوں سے بیگانہ نہ بنے۔ وہ انسان ہو اور باہمہ و بے ہمہ ہو۔ بے شک ایسا انسان اس قابل ہے کہ اسکا غلام بنا جائے۔ بیشک ایسا مردِ کامل دین و دنیا کی رہبری کر سکتا ہے۔ رسول اللہ کا اسوۂ حسنہ یہی تھا۔ بزرگانِ ملت اس پر عمل پیرا تھے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی دعا تھی۔ ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین۔ یعنی میری عبادت اور میری قربانی میری موت اور میری زندگی سب خدا ہی کے لئے ہے۔

آپ ہی سوچئے کہ ارض و سماء کا خالق خدا ہو اور ہم دوسروں کے غلام

بنے رہیں۔ نہیں ہم کو صرف اپنے خالق کا حکم ماننا چاہیئے۔
بے شبہ خدائی احکام کا مبلغ قرآنِ مبارک ہے جو ہماری بدقسمتی سے طاقوں پر رکھا رہتا ہے یا پھر میت کے ساتھ خیرات کر دیا جاتا ہے۔ عبداللہ بن زبیرؓ کی یہ سیرت کہ جب وہ دنیا کے کاموں میں مصروف رہتے تھے تو وہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آپ کو دین کی کچھ خبر نہیں اور جب دین کے کاموں کو مکمل کرتے تھے تو لوگ خیال کرتے تھے کہ آپ کو دنیا سے کوئی واسطہ نہیں ہے بے شبہہ یہی وہ معیارِ زندگی ہے کہ جس کے ماتحت مسلمانوں کی زندگی کو ڈھلنا چاہیئے اور اسی صراطِ مستقیم پر چلنے کے لئے ہر مسلمان بجائے خود ذمہ دار ہے۔ اچھا آئیے۔ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کو ایک بار پڑھ لیں۔ تاکہ اوپر کے مطالب اچھی طرح ذہن نشین ہو جائیں۔

غلامِ ہمتِ آنم کہ زیرِ چرخِ کبود   زہر چہ رنگ تعلق گرفت آزاد است

ہم ہوں اور ایسی درسگاہ جس میں صرف خدائی نصاب قرآن کے سوا اور کچھ نہ ہو۔

ہم ہوں اور ایسے لوگ جو قرآن کے سوا نہ کچھ بولیں اور نہ کچھ کریں۔

ہم ہوں اور خدا کا کلام قرآن اور پھر خدا کا کام جو آسمان و زمین کے اندر پھیلا ہوا ہے۔

"مسلم"

ادارۂ عالمگیر تحریک قرآنِ مجید کی شائع کردہ کتابیں

یکمشت

سو روپے یا اس سے زیادہ کے خریداروں کو فیصد پچاس کمیشن

۱۔ قرآن مجید۔ معہ بچوں کی تفسیر قسم اوّل فی جلد آٹھ روپے

۲۔ قرآن مجید۔ معہ بچوں کی تفسیر قسم دوم فی جلد چھ روپے

۳۔ قرآن مجید۔ معہ بچوں کی تفسیر قسم سوم فی جلد چار روپے

۵۔ بچوں کی تفسیر پانچ پارے (الم سے والمحصنٰت تک) فی جلد ایک روپیہ آٹھ آنے

۵۔ بچوں کی تفسیر پارۂ عمّ فی جلد آٹھ آنے

۶۔ شہیدِ کربلا قرآن کی روشنی" فی جلد دو روپے

۷۔ قرآن اور اقبال فی جلد ایک روپیہ آٹھ آنے

نوٹ۔ قرآنی موضوع پر اس کے علاوہ کتابیں بھی عند الطلب روانہ کیجاتی ہیں

نوٹ۔ آجرانِ کتب سے مندرجہ بالا کتابوں کا تبادلہ اسی موضوع کی کتابوں سے ممکن ہے۔

نوٹ۔ نام، پتہ، ڈاکخانہ اور سٹیشن کا مفصل اور صاف ہونا چاہئے۔ بہتر ہے کہ کچھ رقم پیشگی روانہ کیجائے

ناظم۔ قرآنی کتبخانہ۔ ادارۂ عالمگیر تحریک قرآنِ مجید حیدرآباد دکن

تحریکِ قرآن کی رکنیت عام

بچوں کی تفسیر پارۂ عم کی دو جلدیں ایک روپے میں

۱۔ قرونِ اولیٰ میں جو برکتیں نازل ہوئیں اس کا سبب قرآنِ حکیم تھا اب جو خرابیاں پھیلی ہوئی ہیں اس کا باعث قرآن سے علیٰحدگی ہے۔ پھر غور کیجئے مسلمانوں کی آئیندہ نسل بھی اس سے محروم رہی تو مستقبل کے شاندار ہونے کی کیا ضمانت ہے؟؟؟

۲۔ بچوں کی تفسیر پارۂ عم نے ساری مشکلات کو حل کر دیا ہے۔ بچے اور بچیاں نہایت شوق سے اور آسانی کے ساتھ اسکے ذریعہ معنی و مطلب کے ساتھ قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرتے ہیں اور بفضلِ ایزدی ایک بڑی اصلاح عمل میں آرہی ہے۔

۳۔ والدین۔ اساتذہ۔ محکمۂ تعلیمات کے افسران۔ اور ہمدردانِ قوم کیلئے اس سے بڑھکر نیکی اور کوئی کام نہیں کہ وہ قوم کی امانت کو صحیح معنوں میں حاملِ قرآن بنادیں۔ بچوں کی تفسیر پارۂ عم ہر بچے کے ہاتھ میں ہو۔ ہر گھر میں پائی جائے اور ہر تعلیمگاہ میں نظر آئے

۴۔ یاد رہے کسی قوم و ملک کے پاس خواہ سب کچھ ہو لیکن قرآن نہ ہو تو کچھ بھی نہیں اور اگر آپ کی اولاد کے پاس خواہ کچھ بھی نہ ہو لیکن حقیقی معنوں میں قرآن ہو تو سب کچھ ہے۔

۵۔ بچوں کی تفسیر پارۂ عم" کا ہدیہ فیجلد ۸ رہے لیکن اگر آپ "تحریکِ قرآن" کے رکن بننا چاہتے ہوں تو ایک روپے میں دو جلدیں حاصل فرمائیے جو ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق ہے۔ اس کارِ خیر میں دوسروں کو بھی شریک کیجئے یہ آپ کا تبلیغی فرض ہے۔ بہتر ہوکہ کئی احباب ملکر ایک ساتھ منگوائیں تاکہ اخراجات کم آئیں۔

ابو محمد مصلح ۔ ادارۂ عالمگیر تحریکِ قرآنِ مجید حیدرآباد دکن

تیس روپے سال

میں

پندرہ سو صفحات کی کتابیں

اگر آپ کوئی پائدار کار خیر انجام دینا چاہتے ہوں تو ادارہ عالمگیر تحریک قرآن مجید کی قرآنی موضوع پر شائع کردہ کتابیں یکشت دس روپے کی خرید فرما کر اپنے گھر میں ایک قرآنی کتب خانہ قائم فرما سکتے ہیں حصول ثواب کے لئے مساجد میں دے سکتے ہیں۔ مادار مسلمان اور غیر مسلموں میں تبلیغ کی غرض سے تقسیم کی جا سکتی ہیں۔ مدارس کے طلبہ کو بطور انعام عنایت ہو سکتی ہیں۔ ادارہ عالمگیر تحریک قرآن مجید کی یہ ایک قسم کی امداد بھی ہے جو ہند و بیرون ہند میں قرآن مجید کی ایک عظیم الشان خدمت انجام دے رہا ہے

مصلح

ابو محمد مصلح

ادارہ عالمگیر تحریک قرآن مجید حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سالانہ تین روپے

قرآنی دنیا

بمبئی

ایک پرچہ کی قیمت دو آنے

مہینے میں دو بار

جلد ۱	ربیع الثانی ۱۳۵۹ سنہ ہجری المقدس	نمبر ۴

نمبر شمار	فہرست مندرجات		صفحہ
۱	رفتارِ تحریک	ابو محمد مصلح	۲
۲	درسِ قرآن	”	۵
۳	قرآن مجید معہ بچوں کی تفسیر	”	۱۷

ابو محمد مصلح ایڈیٹر پرنٹر پبلیشر نے اجمل پریس بمبئی نمبر ۳ میں چھپوا کر تھانہ والا بلڈنگ چمنہ شیر بمبئی نمبر ۳ سے شائع کیا

رفتارِ تحریک

ماہ ربیع الاوّل شریف خصوصیّت کے ساتھ پونا۔ ناسک روڈ۔ اور ایولا

کے دورہ کے لئے مختص رہا۔ پونا میں دو تقریریں ہوئیں۔

انجمن فدایانِ اسلام کے ارکان درسِ قرآن قائم کریں گے۔

ناسک روڈ کیلئے الحاج سیٹھ حافظ عمر عبدالرزاق ناخدا صاحب نے توجہ فرمائی ہے۔

ایولا میں کئی تقریروں کا موقعہ ملا۔ کئی تعلیم گاہ میں عملاً بچے اور بچیوں کو قرآن

کا درس دیکر حاضرین کے ذہن میں لایا گیا۔ کہ یہی بچے قرآن مجید کو سمجھ سکتے اور بامعنی

پڑھ سکتے ہیں۔ مدرّسین اور منتظمین نے ہمدردی اور دلچسپی کا اظہار کیا اور وعدہ

کیا کہ وہ ضرور اسی طرح قرآنی تعلیم کا انتظام کرینگے۔

ایک صاحب نے درس قایم کرلیا ہے۔ اسمیں متعدد لوگ شریک ہیں ایک سیٹھ صاحب نے وعدہ

کیا ہے۔ اور امید دلائی ہے کہ پانچ اشخاص کو قرآن مجید کالج میں ٹریننگ کے لئے ایولا سے بھیجا جائیگا

صوبہ بمبئی میں پونا کو جو مرکزیّت اور اہمیّت حاصل ہے اس لحاظ سے

یہاں خاص طور پر خدمتِ قرآن کی ضرورت ہے۔

خان بہادر پروفیسر شیخ عبدالقادر۔ خان بہادر جان محمد۔ خان عبدالقدیر

ایم اے بی ایل سیٹھ مولانا اور سیٹھ چنائی صاحبان سے اس سلسلے میں گفتگو

آچکی ہے۔ اور ان حضرات نے ہمّت افزا جواب دیے ہیں۔

ہمدردانِ تعلیمِ قرآن اور حضراتِ حفّاظِ قرآن توجّہ فرمائیں

قرآن مجید کالج میں شرکت کے لئے طلبہ کے خطوط آرہے ہیں۔ بھانڈوپ اسٹیشن کے قریب چند مکانات کرایہ سے اس غرض کے لئے حاصل کئے جارہے ہیں۔

ہمدردانِ تعلیم قرآن۔ سے گذارش ہے کہ اپنے اپنے علاقہ میں معنی و مطلب کے ساتھ قرآنِ مجید کی تعلیم کا کام انجام دلانے کو اپنے فرائض میں سے شمار کریں۔ جتنے معلّم و مبلّغ درکار ہوں۔ اگر وہ مقامی طور پر حفّاظِ قرآن امامانِ مساجد یا دیگر ہونہار شوقین طلبہ کی شکل میں بہم پہنچ سکیں۔ تو ان کا انتخاب کرکے ہمیں اطلاع دیں۔ ایک طالب علم پر ماہوار پندرہ روپے صرف ہونگے۔ اس لئے دو ماہ کیلئے تیس روپے کی ضرورت ہوگی۔ ریلوے اخراجات وغیرہ الگ ہونگے۔

قرآن کالج کا نصاب صرف دو ماہ کا ہے۔ اس لئے اسی دو ماہ میں قرآن مجید کی بامعنی تعلیم دیجائیگی۔ طریقِ تعلیم و تبلیغ سے آگاہ کیا جائیگا۔ امامت کے مسائل سے آگاہ کیا جائیگا۔ اس کے بعد ایک سند دیجائیگی۔ اور جب طالب علم گھر لوٹیگا۔ تو اس کے ساتھ تیس روپے کی کتابیں قرآن مجید وغیرہ اپنی طرف سے ساتھ کردیجائینگی۔ جو بستی والوں کی ملکیت ہونگی۔ تاکہ اس علاقہ میں فوراً کام شروع ہوسکے۔ مذکورہ تیس روپے میں دو ماہ تک قیام و طعام کا بندوبست ہوگا۔

حضراتِ حفّاظِ قرآن پاک اور امامِ مساجد اور دیگر شوقین طلبہ تیار ہو جائیں اور اپنے علاقہ کے لوگوں کو آمادہ کریں۔ کہ ان کو وہ قرآن کالج میں دو ماہ کی قرآنی تعلیم حاصل کرنے کے واسطے بھیجنے کا انتظام فرمائیں۔

مرکزی درس اپنے پھول پھل لانے لگا ہے۔ اسکے مستقل شرکاء میں سے مندرجۂ ذیل اصحاب نے خاص بمبئی میں اپنے اپنے درس قائم کر لئے ہیں۔ اب اسکے قائم رکھنے اور ترقی دیتے رہنے کی ضرورت ہے۔

۱ ۔ گھوگھاری محلہ ۔ قاری عبد اللطیف صاحب

۲ ۔ بنگالی پورہ قدیم ۔ سید اکبر شاہ صاحب

۳ ۔ مدنپورہ ۔ ولی اللہ شاہ صاحب سہسرامی

۴ ۔ بھنڈی بازار ۔ محمد سعید صاحب

۵ ۔ چکلہ اسٹریٹ ۔ حکیم محمد عبد الغفور صاحب

ان میں سے بنگالی پورہ۔ گھوگھاری محلہ اور چکلہ اسٹریٹ کے طلبہ نے اپنی اپنی بزمِ قرآنیہ قائم کر لی ہے۔ محمد خاں صاحب پٹیل نے ناظر ہونیکی حیثیت اختیار کی ہے۔ اور حکیم محمد عبد الغفور صاحب گویا نظامت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ قرآنی رضاکار کی ایک جماعت بھی وجود میں آچکی ہے۔ اسکے سکریٹری عبد الشکور صاحب اور سالار محمد دین صاحب ہیں۔

قرآنی پنچایت کا قیام عمل میں آچکا ہے۔ اور یہ سب کچھ اسی کی طرف سے ہو رہا ہے۔ لیکن ابھی اسکے ارکان منتخب نہیں ہوئے۔ سکریٹری قاری عبد اللطیف صاحب ہیں۔ "ابو محمد مصلح"

غور کرو جن جن چیزوں کا نام لیا گیا ہے۔ خدا کے سوا ان کے پیدا کرنے اور بنانے کا کس نے دعویٰ کیا ہے یا آئندہ کیلئے ایسا دعویٰ کرنے کی کس کو مجال ہے۔ پھر اس کا نتیجہ خدائے واحد کی پرستش اور فرمانبرداری کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے اور اسی کا مطالبہ ہے

خدا پرستو! توحید پرستی اختیار کرو۔ اس سے بڑھ کر نہ تو کوئی کامل عبادت ہے اور نہ دین و دنیا کے مالک بننے کی چیز اور اصول۔

درس ۲۷

اِنْ	اگر	عَبْدِنَا	بندہ چاکر	شُهَدَآءَ	مددگاروں
كُنْتُمْ	تم ہو	فَأْتُوْا	تو لے آؤ	دُوْن	سوا
مِمَّا	جو	سُوْرَةٍ	سورت ایک حصہ	صٰدِقِيْنَ	سچے
نَزَّلْنَا	ہم نے اتارا	وَادْعُوْا	اور بلاؤ		

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ

اور اگر تم قرآن جو ہم نے اپنے بندے محمد پر نازل کیا ہے۔ اس کے بارے میں شک میں ہو۔ تو اس

مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

جیسی ایک سورت بنا کر لاؤ۔ اور اللہ کے سوا اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو۔ اگر تم سچے ہو۔

حاصل مطلب

چونکہ اب جو کچھ ہوتا ہے وہ قرآن ہی کے ذریعے ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی خدا پرست نہیں

بنتا ہے تو اسی لئے کہ اس کا قرآن پر ایمان نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ بات پیش کی کہ جس کو اس کے قطعی اور کتاب الٰہی ہونے میں شک ہو تو اپنا شک اس طرح مٹا لے کہ اس جیسی ایک سورت ہی بنانے کی کوشش کرے۔ اور چاہے تو اپنے حمایتیوں کو بھی شریک کر لے۔ اس سے اس کی سچائی اور جھوٹ کا پتہ چل جائے گا۔

قرآن کے ماننے والو! قرآن خدا کی بھیجی ہوئی بے مثل کتاب ہے۔ اسکی ایک سورت کا بھی جواب ممکن نہیں۔ لیکن اس کے نازل ہونے کی غرض بھی اسی سے سمجھ میں آجاتی ہے۔ کہ اس کے علم و عمل کے ذریعہ سے خدا کی فرمانبرداری اختیار کی جائے۔ بندہ بنا جائے اور بندگی کا حق ادا کر کے اپنی زندگی کے مقصد کو پورا کیا جائے۔ یاد رہے کہ جو کچھ بھی خرابیاں ہیں وہ قرآن کو نہ ماننے اور اس کے علم و عمل کی محرومی سے ہیں۔

درس ۲۸

تَفْعَلُوْا کر سکو۔ فَاتَّقُوْا تو پھر بچو وَقُوْدُ ایندھن۔ جلاون
لَنْ تَفْعَلُوْا ہرگز نہ کر سکو گے اَلَّتِیْ اُس جس حِجَارَةُ حجر کی جمع۔ پتھر
اُعِدَّتْ تیار کی ہوئی ہے۔ لِلْکٰفِرِیْنَ کافروں کے لئے

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا

پھر اگر تم (اس کا مقابلہ نہ) کر سکو اور دیکھو تم ہرگز ایسا نہیں کر سکو گے تو پھر بھی اس کے انکار

النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ○

کرنے سے اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہونگے۔ جو کافروں کے لئے تیار کی ہوئی ہے

حاصل مطلب

چونکہ خدا نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ اسلئے وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ انسان کی حیثیت اور لیاقت کیا ہے۔ اور اسی طرح وہ اپنے کلام پاک کے اوصاف سے بھی واقف ہے۔ اسلئے اس نے اعلان کر دیا۔ اور دعویٰ کے ساتھ کہدیا کہ قرآن مجید کی ایک سورت کے مانند بھی کوئی کلام نہیں بنا سکتا۔ اب اس کے بعد کی بات یہ ہے کہ اس کلام پر ایمان لاؤ۔ اور اسی کے مطابق اپنی زندگی کو پورا کرو۔ اور اسکے برعکس کرنیکا وبال دوزخ کی آگ ہے جسکی شدّت کا کوئی ٹھکانہ نہیں

خدا سے ڈرنے والو! خدا سے ڈرنا یہ ہے کہ دوزخ کا کوئی کام نہ کرو۔ اور دوزخ کا کام خدا کی نافرمانی ہے۔ اس کا پوری طرح علم تمھیں خدا کی کتاب پڑھنے سے ہی ہوسکتا ہے اس لئے قرآنی علم و عمل کو اپنے لئے بھی اور دوسروں کے لئے بھی لازمی جانو۔

درس ۲۹

بَشِّرْ خوشخبری سنادو تَجْرِيْ جاری ہیں بہتی ہیں۔ اُتُوْا دئے جائیں گے۔
عَمِلُوْا کام کئے۔ تَحْتَ نیچے مُتَشَابِهًا ایک شکل کے
صٰلِحٰتِ اچھے اَنْهٰرُ نہر واحد اَزْوَاجٌ بیویاں
اَنَّ کہ۔ یہ کہ۔ اس بات کی رُزِقُوْا رزق دئے جائینگے مُطَهَّرَةٌ ستھری
جَنّٰتٍ جَنَّۃٌ واحد۔ باغ هٰذَا یہ خٰلِدُوْنَ ہمیشہ رہینگے۔

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

اے پیغمبر! ایمان والوں اور نیک کام کرنے والوں کو خوشخبری سنادو کہ انکے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں

كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ

جب وہاں کا انکو کوئی پھل کھانے کو ملیگا تو دیکھکر کہیں گے کہ یہ تو اسی طرح کا ہے جو اس سے پہلے ہمیں ملا تھا لیکن جب

قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا وَلَهُمْ فِيْهَا اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

کھائینگے تو بہت فرق پائینگے) اور انکو پھل ایک شکل کے دیئے جائینگے پھر انکے لئے وہاں پاکیزہ بیویاں بھی ہونگی اور جنت میں وہ ہمیشہ رہینگے

حاصل مطلب

قرآن کا قاعدہ ہے کہ جہاں اللہ کے نافرمانوں کا ذکر کرتا ہے۔ ان کی سزا دوزخ بیان کرتا ہے۔ ساتھ ہی فرمانبرداروں کا بھی ذکر کرتا ہے۔ اور ان کو انعام میں جو جنت اور اسکی بہاریں نصیب ہونے والی ہیں۔ ان کو بیان کر دیتا ہے۔ تاکہ لوگ نافرمانی سے بچیں اور فرمانبرداری کا شوق پیدا ہو۔ قرآن والو! قرآن والیو! دنیا میں آدمی کا جی چاہتا ہے کہ ایسی اور اتنی نعمتیں ملیں کہ وہ سیر ہو جائے۔ اور عمر بھی اس قدر زیادہ ہو کہ گویا کبھی مرنا ہی نہ پڑے۔ کوئی غم نصیب نہ ہو۔ بلکہ ہمیشہ خوشی ہی خوشی رہے لیکن دنیا اور دنیا کی زندگی کو اللہ تعالیٰ نے اسکے لئے نہیں بنایا بلکہ نیک کام کرنے والوں کے لئے جنت میں یہ بات نصیب ہوگی۔ اس لحاظ سے جنت گویا آدمی کی دلی خواہش کا نام ہے۔

اوپر کے بیان سے ہمیں یہ باتیں معلوم ہوگئیں کہ ہم کہاں سے آئے۔ ہم کیا کریں۔ ہمارا کیا انجام ہونے والا ہے۔

درس ۳۰

یَسْتَحْیِیْ شرماتا	اَمَّا لیکن	اَرَادَ مطلب ارادہ
یَضْرِبَ بیان کرے	یَعْلَمُوْنَ جانتے ہیں	یُضِلُّ گمراہ کرتا ہے
بَعُوْضَۃً مچھر	حَقٌّ ٹھیک	کَثِیْرًا بہتوں	فٰسِقِیْنَ نافرمان
فَوْقَ اونی	مَاذَا کیا	یَھْدِیْ ہدایت دیتا ہے

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖٓ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَۃً فَمَا فَوْقَھَا ؕ

بے شک اللہ مچھر یا اس سے بھی کسی ادنیٰ چیز کی مثال دینے ہیں شرماتا

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّھِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِیْنَ

تو جو لوگ مومن ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ مثال حق ہے۔ ان کے رب کی طرف سے ہے۔ لیکن کافر کہتے

کَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِھٰذَا مَثَلًا ۘ یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا ۙ

ہیں۔ کہ اس سے اللہ کو کیا مطلب ہے۔ ایک ہی چیز ہے کہ بہتوں کو اللہ اس سے ہدایت

وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا ؕ وَمَا یُضِلُّ بِہٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ ۙ

دیتا ہے اور بہتوں کو گمراہی نصیب ہوتی ہے لیکن گمراہ وہی ہوتے ہیں جو خدا کا حکم نہیں مانتے

حاصل مطلب

قرآن مجید میں جو کچھ ہے۔ وہ انسانوں کے علم وعمل کے واسطے ہے۔ اسی طرح مثالیں بھی ان کے سمجھانے کے لئے دی گئی ہیں اب اس سے یہ سمجھنا کہ یہ ایسی حقیر مثال اللہ بزرگ نہیں دے سکتا لہذا قرآن خدا کا کلام نہیں۔ نادانی اور بدقسمتی ہے۔

برادران اسلام! خدا احکم الحاکمین ہے اور ہم سب محکوم۔ محکوم کا یہ کام نہیں کہ وہ حاکم کے کلام میں معارضہ پیش کرے۔ اسی طرح ہم عبد ہیں اور خدا معبود۔ عبد کا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے معبود کی چاکری میں سرگرم ہو۔ نہ کہ لایعنی باتوں سے اپنے کو ہلاک کرے۔

درس ۳۱

يُوْصَلَ	ملانے کو۔ حاصل کرنیکو	مِيْثَاقِ	مضبوط	يَنْقُضُوْنَ	توڑتے ہیں
يُفْسِدُوْنَ	فساد کرتے ہیں	يَقْطَعُوْنَ	کاٹتے ہیں	عَهْدَ	معاہدہ
خٰسِرُوْنَ	خسارے والے	اَمَرَ	فرمایا۔ حکم دیا	بَعْدِ	پیچھے

اَلَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۖ وَيَقْطَعُوْنَ

جو خدا کے معاہدہ کو مضبوط کرنے کے بعد توڑتے ہیں - اور جس چیز کے ملانے کا اللہ نے حکم دیا ہے

مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ

اس کو کاٹتے ہیں - اور اس طرح زمین میں فساد پھیلاتے ہیں تو یہی لوگ نقصان اٹھانیوالے ہیں

حاصل مطلب

اللہ سے عہد میثاق یہی ہے کہ ہم فطرتاً اس پر ایمان لانے والے ہیں۔ اور پیدائشی طور پر حقوق اللہ اور حقوق العباد سے واقف ہیں فساد فی الارض یہی ہے کہ خدا کے سوا کسی کی محکومی اختیار کی جائے۔ خدا کی حکومت کے علاوہ کسی غیر اللہ کی حکومت کا قلادہ گردن میں ڈالا جائے۔ عند اللہ ایسے لوگ ہی خسارہ میں ہیں۔

درس ۳۲

كَيْفَ	کس طرح	ثُمَّ	پھر	اِسْتَوٰى	ٹھیک
تَكْفُرُوْنَ	نہیں مانتے ہو	يُمِيْتُ	موت دے گا	اِلٰى	طرف تک
اَمْوَاتًا	ناپید	تُرْجَعُوْنَ	تم لوٹائے جاؤ گے	سَبْعَ سَمٰوٰتٍ	سات آسمان
اَحْيَا	پیدا کیا	جَمِيْعًا	سب	هُنَّ	ان کو

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ

تم اللہ سے کیونکر منکر ہو سکتے ہو۔ حال یہ ہے کہ تم بے جان تھے تم کو اس نے جان دی پھر تم کو موت دیگا

ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي

پھر زندہ کرے گا۔ پھر تم اپنے اعمال کی جوابدہی کے لئے اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ وہی ہے جس نے

الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۚ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ؕ

جو کچھ بھی زمین میں ہے تمہارے لئے پیدا کیا پھر آسمان کا قصد کیا اور سات آسمان ٹھیک کر دئے۔

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

اور وہ ہر چیز سے واقف ہے

حاصل مطلب

یوں تو انسان پیدائشی طور پر خدا کا ماننے والا ہے۔ لیکن خود اسکی ہستی کا ہر پہلو بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ اپنا آپ خالق نہیں بلکہ خالق و مالک خدائے وحدہٗ لا شریک ہے۔

مبدأ اور معاد دونوں کا ذکر کرنے کے بعد اس طرف لے گئے ہیں کہ انسان خلیفۃ اللہ بھی ہے۔ اور اسی سے یہ سبق بھی دیا گیا ہے۔ کہ جب ہر چیز اس کی ہے تو اس پر متصرّف ہونا اور ترقی حاصل کرنا اسی کا کام ہے۔ اور پھر اسی سے اسی طرف اشارہ ہے۔ کہ جب ہر چیز انسان کے لئے ہے تو انسان کو صرف خدا ہی کا ہونا چاہیئے۔ آسمان اور زمین کی بناوٹ کا آئندہ بھی ذکر آئے گا

درس ۳۳

إِذَا جب	جَاعِلٌ بنانے والا ہوں	يَسْفِكُ بہائے
قَالَ کہا	خَلِيفَةً نائب	يَسْفِكُ الدِّمَاءَ خونریزی کرے
رَبُّكَ تیرے رب نے	أَتَجْعَلُ کیا پیدا کرتا ہے تو	نُقَدِّسُ لَكَ ہم تیری ذات پاک کو یاد کرتے رہتے ہیں
لِلْمَلٰٓئِكَةِ فرشتوں سے	فِيهَا اس میں	أَعْلَمُ میں زیادہ جانتا ہوں مجھ کو معلوم ہے
إِنِّي بے شک میں	مَنْ يُفْسِدُ جو فساد کرے	مَا لَا تَعْلَمُونَ جو تم کو نہیں معلوم۔

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً

اور اے پیغمبر! جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا۔ میں زمین میں اپنا ایک نائب بنانے والا ہوں

قَالُوٓا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ

تو فرشتوں نے کہا۔ کیا تو زمین میں فساد کرنے والے اور خونریزی کرنے والے کو پیدا کرتا ہے۔ حالانکہ ہم موجود ہیں

وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّيٓ أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ

جو تسبیح پڑھتے رہتے ہیں تیری تعریف کے ساتھ نیز ہم تیری ذات پاک کو یاد کرتے رہتے ہیں جواب دیا گیا کہ فرشتو جو ہم کو معلوم ہے تم کو نہیں معلوم

حاصل مطلب

حضرت آدمؑ اور ان کی اولاد اشرف المخلوقات انسان کی پیدائش اور اس کے شرف کا حال بیان کیا جا رہا ہے۔ جب فرشتوں کے سامنے اس کا ذکر آیا تو وہ اتنا ہی سمجھ سکے کہ زمین کی پیداوار کھانے والی مخلوق ضرور فساد کا باعث بنیگی اور ضرور خونریزی کریگی۔ یہاں تک تو ان کا خیال صحیح تھا مگر آگے کی یہ بات جو خدا کے علم میں تھی کہ ایسی مخلوق کے واسطے وحی آسمانی کا نزول ہوگا اور اسکی فطرت اسلام پر ہوگی۔ پھر باوجود زمین کی پیداوار سے تمتع حاصل کرنے کے ولی صفت ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ انبیا علیہم السلام جیسی معصوم ہستیاں بھی اسی انسانی نوع سے پیدا ہوئیں۔ اب رہا یہ امر کہ فرشتوں کی موجودگی میں انسان کے پیدا ہونے کا کیا فائدہ۔ تو اس کا جواب بھی اس سے مل گیا کہ فرشتے تو فساد اور خونریزی کا مادہ رکھتے ہی نہیں۔ اس لئے اگر وہ اس کے مرتکب نہ ہوں تو کوئی تعریف کی بات نہیں۔ تعریف تو انسان کی ہوئی کہ نافرمانی کی قوت رکھتے ہوئے بھی خدا کا فرمانبردار بنا رہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس سے پہلے جو آیت گذری جس میں خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا آیا تھا۔ اس کا ثبوت بھی ملتا تھا یعنی روئے زمین کی ساری چیزوں کا مصرف لینے والا ہونا چاہئے تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ انسان ہی ہے۔ جو کسی نہ کسی طرح سے ان چیزوں سے فائدہ اٹھاتا اور ان پر تصرّف رکھتا ہے۔

خلافت کا بڑا مرتبہ ہے۔ مگر یہ خلافت خدا کی فرمانبرداری سے حاصل ہوتی ہے جس کے لئے قرآن کا علم و عمل ہے۔ خلیفۃ اللہ وہی ہے۔ جو صرف خدا کا محکوم ہو اور ہر چیز کو اللہ کی چیز سمجھے۔ اور اس سے جائز مصرف لے۔

درس ۳۴

عَلَّمَ سکھلادئے	کُلَّ سب	عَرَضَ پیش کیا۔ سامنے کیا
اٰدَمَ حضرت آدمؑ جن سے	اَسْمَآءَ اسم کی جمع نام	اَنْبِئُوْنِیْ بیان کرو
سب آدمی پیدا ہوئے	ثُمَّ پھر	هٰٓؤُلَآءِ ان کے

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ

اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو سب چیزوں کے نام سکھلا دئے اسکے بعد فرشتوں کے سامنے پیش کیا

فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۝

اور فرمایا! اگر تم اپنے قول اور دعویٰ میں سچے ہو تو اب تم ان چیزوں کے نام مجھ سے بیان کرو۔

حاصل مطلب

فرشتوں کا خیال تھا کہ بنی آدم سے صرف فساد و خونریزی ہی عمل میں آئیگی دوسرے یہ کہ فرشتوں کی موجودگی میں انسان کو پیدا کرنیکی سرے سے ضرورت ہی نہیں جس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا تھا۔ کہ نہیں ایسا نہیں

اب اسی کو ثابت کرنے کے واسطے آدمؑ کو اسماء کی تعلیم دیدی گئی۔ اور فرشتوں کے خیال میں یہ بات لادی گئی۔ کہ اگر بنی آدم کی پیدائش نہ ہو۔ تو بتاؤ ان چیزوں کا مصرف کون لے۔ کیونکہ تمھیں تو ان کی ضرورت ہی نہیں۔ اسی لئے تمھیں ان کے ناموں کی بھی تعلیم نہیں دی گئی۔ اب معلوم ہوا کہ نہ تمھارا اعتراض صحیح تھا۔ اور نہ تم اپنے دعوے میں سچے ہو۔

فرشتوں کو حقیقت حال کا علم ہوا۔ تو بول اُٹھے :۔

درس ۳۵

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝

فرشتے بولے۔ پاک ہے تو۔ جتنا تونے ہم کو علم دیا اس سے زیادہ ہم کچھ نہیں جانتے۔ بیشک تو ہی علم و حکمت والا ہے

سُبْحَانَكَ کے معنی پاک ہے تو۔ لَا عِلْمَ کے معنی ہم کو علم نہیں۔ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا لیکن جتنا تونے ہم کو علم دیا۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ کے معنی بیشک تو ہی علم و حکمت والا۔

اس سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کو در اصل کوئی حقیقی اعتراض نہ تھا۔ بلکہ شبہ اور خیال تھا۔ جس کی تشفی ہوگئی۔



درس ۳۶

اَنْبِئْهُمْ بتادے ان کو اَقُلْ کہا تھا میں نے وَمَا كُنْتُمْ اور جو تم ہو
اَنْبَاَهُمْ بتادئے اس نے لَكُمْ تم کو۔ تمہارے لئے تَكْتُمُوْنَ چھپاتے ہو
اَلَمْ کیا نہ۔ کیا نہیں تُبْدُوْنَ تم ظاہر کرتے ہو

قَالَ يٰاٰدَمُ اَنْبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّآ اَنْبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ

اللہ تعالیٰ نے آدم سے کہا! اے آدمؑ اب تو فرشتوں کو ان کے نام بتادے۔ تو جب آدم نے فرشتوں

لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ

کو ان کے نام بتادئے تو ہم نے کہا۔ کیا ہم نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی

مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝

چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہوں۔ اور اس کو بھی خوب جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو

حاصل مطلب

حضرت آدم علیہ السلام نے تمام چیزوں کے نام مع ان کے خواص اور فوائد وغیرہ کے بتادئے کیونکہ ان کو اس کی تعلیم دی گئی تھی۔ یہ اس لئے کہا گیا تاکہ فرشتے جان لیں کہ ان کو جس حد تک جس چیز کی ضرورت تھی۔ وہ ملی۔ مگر آدم کو جو خبر ملی ہے۔ وہ واقعی خلافت ہی کی سزاوار ہے۔

فرشتے ظاہر تو یہ کرتے تھے۔ کہ آدم کی اولاد فساد کریگی اور خونریزی کی مرتکب ہوگی

قرآنی دنیا

Only Title Printed at Shamsundar Printing Press.

قرآنی دنیا ماہوار

مدیر:- ابو محمد مصلح

جلد ۳	فہرست مضامین محرم الحرام ۱۳۶۵ھ	شمارہ ۱

* ایڈیٹر کے قلم سے ایک مضمون ... (handwritten margin note, partly illegible)

ایمان والوں کا ذکر قرآن میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۙ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۙ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ پ ۱ س ۲ ع ۱

ترجمہ

اس کتاب میں کچھ شک نہیں۔ متقیوں کی رہنما ہے۔ جو غیب پر یقین رکھتے ہیں۔ نماز کو قائم رکھتے ہیں۔ اللہ کا دیا اوس کے بتائے ہوئے طریقوں پر خرچ کرتے ہیں اور جو (قرآن محمدؐ) آپ پر نازل کیا گیا اوس پر اور جو کتابیں تم سے پہلے نازل کی گئیں اون پر بھی ایمان لائے۔ اور آخرت کو یقینی جانتے ہیں یہی لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے ٹھیک راہ پر ہیں اور یہی لوگ فلاح یافتہ ہیں

فائدہ

قرآن بلاشبہ وہی ہے جو اپنے متعلق وہ کہتا ہے۔ لیکن اوس سے متقی وہی حاصل کر سکتا ہے جو اوس کے اوامر پر چلے اور نواہی سے باز رہے یہ طے کرنیکے بعد ان مبادیات پر ایمان لائے جو شریعت میں بیان ہوئے

درد کا درمان

کچھ کہہ رہا ہوں تجھ سے میں قرآن لئے ہوئے
اے قوم تیرے درد کا درمان لئے ہوئے

قرآنِ پاک ہاتھ میں کیا اپنے آیا ہے
ہوں ساری کائنات کا سامان لئے ہوئے

روح الامین دوسری دنیا سے آئے ہیں
ساری بہار سارا گلستان لئے ہوئے

اندھیرا اب زمانے کا دیکھا نہ جائیگا
آجاؤ اپنا تم رخِ تابان لئے ہوئے

جو چیز عام ہونگی سارے جہاں میں تھی
بیٹھے ہیں اوسکو گھیر میں مسلمان لئے ہوئے

احسان جنکو کرنا تھا سارے جہان پر
غیروں کا اپنے سر پہ ہیں احسان لئے ہوئے

وہ اور غیروں کے محکوم حیف ہے
جو ہوں خدائے پاک کا فرمان لئے ہوئے

کن چیزوں کو ہے ترک کیا اس نے دیکھنا
کن چیزوں کو ہے بیٹھا یہ انسان لئے ہوئے

مصلح نفاذ ہونا تھا قرآنِ پاک کا
دنیا سے جاؤں گا یہی ارمان لئے ہوئے

قرآنی دُنیا

"قرآنی دنیا" کے اجراء کی غرض اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِيْنَ کی تفسیر ہے۔ اس سلسلے میں کام کرنے کے اس قدر ہیں کہ صد عمرِ نوحؑ بھی کافی نہیں۔ اور وقت ہے کہ برف کی سل کی طرح کم ہوتا جا رہا ہے اور جو کچھ کرنے کی تڑپ ہے اوس میں سے کچھ بھی نہیں ہوتا۔ حالانکہ دوسروں کی نگاہ میں اتنا کچھ ہو رہا ہے کہ لائق ستائش ہے۔

قرآنی دنیا کا یہ نشاۃ ثانیہ ہے، گوناگوں حوادث کا اثر ہونا یقینی تھا اب ان میں سے ایک ایک کا بیان وقت کا نقصان کرنا ہے۔ اور ہمارے پاس وقت کے سوا اور کیا ہے پس اگر وقت کو بھی رائگان نہ جانے دیا جائے تو پلے کیا رہ جاتا ہے اس لئے یہی بہتر ہے کہ خوشی کے ساتھ پھر کام میں لگ جائیں۔

کوشش کی گئی ہے کہ نقشِ ثانی نقشِ اول سے بہتر ہو اور ایک حد تک اس میں کامیابی کی جھلک نظر آئے گی۔ جس پر ہمیں اور آپ کو خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے۔

کہا جاتا ہے کہ حادثۂ عالمگیر جنگ ختم ہوا۔ غلط ہے اس لئے کہ خالق سے مخلوق کی بغاوت ختم نہیں ہوئی اور یہ سب سے بڑی عالمگیر جنگ ہے اور اس وقت تک کسی جنگ کا بھی ختم ہونا ممکن نہیں جبتک خالق و مخلوق کی جنگ ختم نہ ہو جائے۔

خالق و مخلوق کی جنگ کا ختم ہونا اس کو سمجھنا چاہئے کہ ہر چیز خالق کی یہاں تک کہ خود انسان بھی خدا کا اور ان کا مصرف بھی مالک حقیقی کے بتلائے ہوئے طریقے پر ہوا۔ اور اب اگر جنگ ہو بھی تو اس لئے کہ اس کا قاعدہ و قانون میں فرق نہ آنے پائے۔ ظاہر ہے کہ قرآن حکیم کے سوا اور دوسری کوئی چیز اس کا ذریعہ نہیں بن سکتی۔

اٹیم بم کی ایجاد اور اس کے استعمال نے دنیا میں تہلکہ برپا کر دیا ہے۔ سائنس کی جملہ ایجادات پر اس شیطانی ایجاد نے فتح پائی ہے۔ لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ یہ علاج بالمثل اس قسم کی ایجادات کا دور و تسلسل قائم نہ کر دے گا۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْ کُلِّ بَلَاءِ الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ ؕ

ہمارے خیال میں جس طرح مخلوق خالق سے جنگ کر کے کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح اٹیم بم کا بھی ایک ہی جواب ہے اور وہ قرآن ہے۔ یہ اس لئے کہ جس طرح اٹیم بم انسان کشی کا سب سے بڑا حربہ ہے اوسی طرح قرآن انسانی خون کے بہانے کا سخت مخالف ہے۔ وہ تو انسانی جانوں کو خدا کی کہہ چکا اب دوسروں کے لئے وہ ہو بھی کہاں سکتی ہے۔

حکیم آئن سٹائن کا خیال ہے کہ "تہذیب و تمدن اور بنی نوع انسان کی نجات کے لئے اس کے سوا، اور کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی کہ تحفظ اور قانون کی اساس پر ایک عالمی حکومت کو وجود میں لایا جائے۔

قرآن حکیم نے ایک عالمی حکومت کا ہی نظام پیش کیا ہے لیکن اسکے لئے تحفظ اور قانون کی اساس اصولاً آسمانی دستور ہوگا نہ کہ انسانوں کی پریشان خیالیاں۔ اور عالمی حکومت اصالتاً نہیں بلکہ نیابتاً رہیگی جسکو حکومت الہیہ کے نام سے یاد کرنا چاہیے۔

حکیم آئین اسٹائن کا خیال ہے کہ جب تک سلطنتیں علیحدہ موجود رہیں گی اور اسلحہ تیار کرتی رہیں گی اور جب تک خفیہ ہتھیاروں کے راز باقی رہیں گے۔ دنیا کو آئندہ جنگ سے نجات حاصل نہ ہو گی

اس کے لئے قرآن حکیم میں ایمان کی قید لگائی گئی ہے۔ ایمان ہی ہے جو علانیہ اور خفیہ ہر قسم کے جرائم اور بد امنیوں کے اقدام اور خیال سے انسان کو روکتا ہے۔ یہ صحیح نہیں کہ صرف عالمی حکومت کے قیام کی وجہ سے یہ مصیبتیں خود بخود دور ہو جائیں گی۔ جب تک انسانوں کے خیال و عواطف سب کچھ خدا کے لئے نہیں ہو جائیں گے کچھ بھی نہ ہوگا۔

پچھلے دنوں ڈاکٹر سڈل کا ماخذ القرآن ایک طبقہ میں معرض بحث بنا ہوا تھا۔ دنیا میں بعض عقائد اور مسئلوں نے بحث و مباحثہ پرورش پائی ہے۔ اگر ان کو اپنی جگہ پر رہنے دیا دیا جاتا تو جہاں سے یہ اٹھے تھے۔ وہیں بیٹھ جاتے۔ مگر عادت انسانی یوں ہی واقع ہوئی ہے

وہ زیادہ تر جھگڑوں ہی کو پسند کرتا ہے خواہ زبان سے اس کا اقرار نہ ہو۔

ہمارا خیال ہے کہ دنیا میں اختلافی مسائل کا تصفیہ نہیں ہوتا۔ ایک مرتبہ کسی مسئلہ میں اختلاف واقع ہوا اور وہ پھر ہمیشہ کے لئے مختلف فیہ بن گیا۔ بسا اوقات پھر اس کا فیصلہ تلوار اور حکومتیں بھی نہیں کر سکتیں تو ہمارا قلمی جہاد کیا وقعت رکھتا ہے۔

ہم ایک دفعہ ہی اپنا مسلک ظاہر کر دینا چاہتے ہیں تاکہ اس باب میں ہم سے رجوع کرنے والے اور اس امر کی توقع رکھنے والے جان لیں تاکہ اختلافی مسائل میں یا بحث و مباحثہ کی چیز میں ہمارا وہی خیال ہے، جو اوپر بیان ہوا۔ ہم اس بات کے قائل ہیں کہ قرآن مجید کا علم و عمل عام کرنا اصل کام ہے اور جب اصل کام اور اس کی فکر نہ ہو تو اس طرح کی باتیں رونما ہو ہی جاتی ہیں اور اس کے لئے وقت نہیں ہونا چاہیے۔

ادارۂ عالمگیر تحریک قرآن مجید میں کیا ہو رہا ہے۔ جامعۂ قرآنیہ حیات نگر کے انتظامات میں کیا ترقی ہوئی۔ اس کے متعلق اتنا کہنے پر اکتفاء کرنا مناسب ہے۔ کہ ہم فکر سے خالی نہیں ہیں۔ اور خدا کی ذات سے بہتری کی امید ہے۔ ع

کارسازِ ما بفکرِ کارِ ما

ابو محمد مصلح

ادارۂ عالمگیر تحریک قرآن مجید

حیدرآباد دکن

۱۔ تحریک قرآن مجید کا مقصد یہ ہے کہ قرآن مجید کی بامعنی تعلیم عام کی جائے۔ بالخصوص مسلمان بچے اور بچیوں کو شروع سے حامل قرآن بنانے کے لئے عملاً انتظام کیا جائے۔

۲۔ ادارۂ عالمگیر تحریک قرآن مجید عرصہ میں سال سے قائم ہے۔

۳۔ اس ادارہ نے اب تک تقریباً پانچ لاکھ قرآنی لٹریچر شائع کئے ہیں

۴۔ اس ادارہ کے کاموں کے اثرات اور اس کی شہرت ممالک محروسہ سرکار عالی کے علاوہ ہند و بیرون ہند تک ہے۔

۵۔ اس ادارہ کے شائع کردہ قرآنی لٹریچر سے یہ فائدے بھی ہوئے کہ قرآنی فضا پیدا ہوئی۔ قرآن مجید کی بامعنی تعلیم عام ہونے کی راہ میں جو رکاوٹیں تھیں بہت کچھ دور ہوئیں۔ اور مختلف مقامات پر قرآن مجید کے کام ہونے لگے۔

۶۔ ادارۂ عالمگیر تحریک قرآن مجید کی طرف سے قرآن مجید معہ تفسیر ... کے نام سے ایک ایسا قرآن مجید کا ترجمہ شائع ہوا جو اپنی نوعیت

کی پہلی چیز ہے۔ اس کے ذریعہ سے رفتہ رفتہ قرآنی عربی بھی آجاتی ہے۔ پہلے ناصیہ پہ ہر رکوع کے الفاظ۔ تلفظ اور بالمقابل معنی کے علاوہ مسائل اور مطلب کا خلاصہ بھی لکھدیا گیا ہے۔ اس ترجمہ کے ذریعہ سے نئی نسل قرآن مجید سے وابستہ ہو رہی ہو جو بجائے خود ایک عظیم الشان اصلاح ہے اور اسلام کے روشن مستقبل کا پیش خیمہ ہے۔

یہ عام طور پر تسلیم ہے کہ قرنِ اول میں جو برکتیں نازل ہوئیں۔ اوس کا سبب قرآنی علم وعمل تھا اور ادبار جو مسلمانوں پر اد بار آیا ہے اوس کا واحد سبب قرآن کے فیضان سے مجبوری ومحرومی کے سوا کچھ نہیں۔ اس لئے اب اس بات کا فیصلہ کرنا آسان ہے کہ ہمارے بچے اور بچیاں آج اگر قرآنی نہیں بنے تو کل کو اس سے بدتر حالت ہوگی (اللہم احفظنا) اس لئے عقلمندی اور پیش بینی یہ ہے کہ اس کا سدباب آج کیا جائے۔ یعنی نئی نسل کو بامعنیٰ قرآن مجید کی تعلیم دی جائے۔ جو اون کو عمل سے قریب کر دے۔ الحمدللہ یا خدائے قدوس نے اس اہمیت کے احساس کی توفیق سب سے پہلے اس ادارہ کو بخشی۔ اور اس سے کون انکار کرسکتا ہے۔ کہ نئی نسل کو مستقبل کی درستگی کے لئے حاملِ قرآن بنانے سے اہم مفید اور ضروری کوئی دوسرا کام ہے۔

۷۔ ادارہ کی شائع کردہ قرآنی موضوع پر کتابیں عام پسند ہیں بالخصوص قرآن مجید مع بچوں کی تفسیر اور اوس کے الگ الگ پارے بچوں کی تفسیر کے نام سے جو شائع ہوئے ہیں۔ وہ نہایت ہی مقبول عام ہوئے ان کی اشاعت بکثرت ہوئی اور ہو رہی ہے۔ یہ کتابیں عام طور پر گھروں

میں پہنچ رہی ہیں - اور سرکاری و غیر سرکاری تعلیم گاہوں میں ان کا داخلہ ہو رہا ہے - ممالک محروسۂ سرکار عالی کے محکمۂ تعلیمات نے اپنے یہاں اس کو جاری کر دیا ہے - بچے اور بچیاں اس کو شوق سے پڑھ رہے ہیں -

۸ - مذکورہ بچوں کی تفسیر کے تیسوں پاروں کا ترجمہ تیرہ زبانوں میں ہو چکا ہے - اور ان میں سے چار زبانوں میں چھپ بھی چکا ہے -

۹ - ادارۂ عالمگیر تحریک قرآن مجید کا کام تین حصوں پر تقسیم ہے (۱) تعلیم (۲) تالیف و تراجم (۳) نشر و اشاعت -

۱۰ - نشر و اشاعت کے سلسلہ میں ایک کروڑ رکن عام بنانا، ایک لاکھ تنا خطین قائم کرانا! ور بین الاقوامی روابط قائم کرنے کے لئے انگریزی زبان میں رسالۂ قرآنک ورلڈ جاری ہے اس کے علاوہ "قرآنی دنیا" اور "مومنہ" دو رسالے اردو میں بھی نکلتے ہیں -

(تعلیم) جامعۂ قرآنیہ

تعلیم قرآن کے سلسلے میں - جامعۂ قرآنیہ حیات نگر کا قیام عمل میں آیا ہے - جو بلدہ سے دس میل کے مسافت پر ایک پر فضا مقام ہے - یہ سنگ بستہ عمارت اور عالیشان مسجد ایک سو بیس کمروں پر مشتمل ہے اور قطب شاہی دور میں دکن کی یونیورسٹی رہی ہے - ادارہ نے صرف خاص رکھا ... سے حاصل کر کے ضرورت کے مطابق کمرے درست کرائے ہیں جن میں طلبہ قیام کرتے ہیں - جامعہ سے متعلق ساٹھ (۶۰) ایکڑ زمین قابل

زراعت حاصل کی گئی ہے۔ تعلیم اور طعام و قیام مفت ہے۔

۲۔ جامعۂ قرآنیہ کے قیام کا تخیل ایک وسیع قرآنی تعلیم پر مبنی ہے۔ فی الحال تین اہم جماعتوں کا انتظام ہے جس میں عالم، گریجوٹ حفاظ، آئمہ مساجد ــــ اور معلم پیشہ حضرات کو "خادم قرآن" بنایا جاتا ہے۔ اور حسب موقع ابھی وقتاً فوقتاً مزید جماعتوں کا اضافہ اسکیم میں داخل ہے۔ تعلیمی اسٹاف بہت بہتر ہے۔

طلبہ کے انتخاب میں تخصیص نہیں ہے ممالک محروسہ سرکار عالی اور ہند و بیرون ہند کے طلبہ وظائف دے کر بلائے جاتے ہیں اور قرآنی ٹریننگ کے بعد ان کی مقامی زبان کے تراجم تیار کرکے ادا یہ سے ان کو دینا مقصود ہے تاکہ یہ پھر اسی مبارک کام میں لگے رہیں۔

۳۔ قرآنی کتب خانہ (قرآن لائبریری) جامعہ میں قرآنی کتب خانہ کی بنیاد بھی ڈالی گئی ہے۔ جس میں کئی سو کتابیں قرآنی موضوع پر موجود ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ طلبہ اور اساتذہ کے مطالبہ میں آسانی ہو۔ اور قرآن پر کام کرنے والوں کے کام آئے۔

تالیف و تراجم

ادارۂ عالمگیر تحریک قرآن مجید کے لئے ابھی ذاتی عمارت ہے جو کٹہ جینن ساگر کے پرفضا مقام پر واقع ہے۔ کتابوں کا اسٹاک، سالنامہ کا دفتر، پریس اور ادارہ کے دوسرے کام یہیں سے انجام پاتے ہیں۔ اور تالیف و تراجم کا بیشتر کام بھی یہیں سے تکمیل کو پہنچتا ہے۔

تالیف سے مراد مختلف زبانوں میں قرآن کے موضوع پر ایسی کتابیں کو اشاعت ہے جن کے پڑھنے سے غلط فہمیوں کا ازالہ ہو معلومات میں اضافہ ہو اور جو قرآنی علم وعمل کے لئے تعویق کا باعث نہیں۔

ادارۂ عالمگیر تحریک قرآن مجید کا دوسرا اہم کام دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن مجید معہ بچوں کی تفسیر کی منتقلی اور اشاعت ہے۔ اگرچہ بعض بعض زبانوں میں ترجمے پہلے سے موجود ہیں۔ لیکن قرآن مجید معہ بچوں کی تفسیر کی اشاعت نے ثابت کر دیا ہے کہ ہر زبان میں ہر مقام پر اس کی یکساں ضرورت ہے۔ ہم عام طور دنیائے اسلام کی نئی نسل کو قرآنی بنانا چاہتے ہیں۔ تاکہ روشن مستقبل کے لئے ابھی سے مکمل ضمانت ہو سکے۔ اس سے یہ بھی ہو گا کہ عالم اسلام میں ایک طرح کی قرآنی تنظیم کی شکل پیدا ہو جائے گی اور خادمانِ قرآن کے ذریعہ سے قرآنی روابط قائم ہو جائیں گے۔

مسلمانوں کا ہی نہیں غیروں کا بھی ایمان ہے کہ آج ساڑھے تیرہ سو برس پہلے دنیا میں جو مبارک انقلاب عظیم رونما ہوا اس کا سبب قرآن ہے۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ آج جو مسلمانوں کی تباہ حالی ہے وہ قرآنی علم وعمل سے بے بہرہ ہونے کے باعث ہے۔ حال یہ ہے کہ جو کتاب زندگی کا دستور العمل تھی طاقوں اور جزدانوں میں بند ہے۔ کوئی کوئی پڑھتے بھی ہیں تو معنی کے ساتھ نہیں بلکہ معرا۔ ایسا لوک دنیا کی کسی کتاب کے ساتھ کوئی ظلم نہیں کر رہی ہے۔ یہ ایک طرح کا قرآن پر ظلم ہے۔ نہیں بلکہ خود اپنے پر۔ اسی دن کے لئے قرآن میں پیشنگوئی کے طور پر ہے۔ وقال الرسول یٰرب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن

ہجوراً۔ اور رسول (صلعم خدا سے قیامت کے دن) کہیں گے کہ اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو بیکاری کی حالت میں ڈالدیا تھا۔

پس! آج خدائے بزرگ و برتر کو اپنے سے راضی کرنے اور اپنے پیارے رسول صلعم کو خوش کرنے کا سب سے بڑا کام یہ ہے کہ خدا کے بندوں کو یہ یہ توفیق ہو کہ وہ قرآن پاک کو ہجوری کی حالت سے نکالیں یعنی اس کے تراجم اور اس کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کا سامان کریں۔ یہ کام صرف مسلمانوں کے ہی لئے ضروری نہیں بلکہ نوع انسانی کو اس کی ضرورت ہے۔ کیونکہ قرآن کا نزول صرف مسلمانوں کے لئے نہیں ہوا بلکہ عام انسانوں کے لئے ہوا ہے انسانیت کی بڑی خدمت یہی ہے۔ مسلمانوں کے لئے سب سے بڑا، سب سے زیادہ ضروری اور سب سے زیادہ اہم کام یہی ہے۔ کائنات کا ہر کار خیر اس کے اندر شریک ہے۔ یہ وہ کام ہے جو خدا کا آخری پیغام ہے۔ اور اسی کام کی انجام دہی کے لئے دنیا کی سب سے زیادہ بزرگ ہستی حضرت محمد صلعم کی بعثتِ مبارک ہوئی۔ پس! مبارک ہیں وہ ہستیاں جو اس سعادتِ دارین کی دولت کو لوٹنے کے لئے آگے بڑھیں۔ اور اپنے خدا کو اپنے سے راضی کرنے میں سبقت فرمائیں۔

کام کا استحکام

معلوم نہیں بائبل سوسائٹی کس نے قائم کی اور کب قائم کی لیکن اوس کے نام لیوا اوس کو آج تک قائم رکھے ہوئے ہیں۔ بلکہ ترقی دے رہے ہیں۔ لیکن ایک طرف قرآن ہے جس کے ماننے والوں کی تعداد بھی

کم نہیں۔ مگر ادارۂ عالمگیر تحریک قرآن مجید حیدرآباد دکن (ہندوستان) کے سوا اس رنگ میں قرآن مجید کی خدمت کہیں بھی انجام نہیں پا رہی ہے

یہ میرا خیال ہے اور میں جہاں تک سمجھتا ہوں میرا یہ خیال صحیح ہے اس لئے میں دنیائے اسلام کے مسلمانوں سے، ہندوستان کے مسلمانوں سے اور حیدرآباد کے مسلمانوں سے یہ آرزو رکھتا ہوں کہ وہ ادارۂ عالمگیر تحریک قرآن مجید کے مقاصد کی اہمیت، ضرورت اور افادیت کا خیال کرتے ہوئے اس کے استحکام اور اس کی ترقی کو از حد ضروری سمجھیں۔ رہا میں تو میری زندگی کا سب سے مقصد ہی یہ ہے اور میں جو کچھ کر سکتا ہوں وہ میرا فرض ہے تمنا یہ ہے کہ اللہ بزرگ و برتر توفیق بخشے اور قبول فرمائے چنانچہ ادارہ کے قیام و بقا کے سلسلے میں اپنی ساری عمر کا سرمایہ اسی کام کے لئے وقف ہے۔ اگرچہ اتنے بڑے عظیم الشان کام کے لئے یہ کچھ بھی نہیں لیکن ہمارے پاس جو تھا وہ یہی ہے۔ اگر سرکار و کار نے بھی اہمیت اور ضرورت کو محسوس کیا تو اتنا پھیلا یا ہوا کام اور یہی قلیل سرمایہ بھی بیج کی مصداق بنکر تناور درخت ثابت ہوگا جس میں پھول بھی ہوں گے پھل بھی آئیں گے اعانت سے بھی نصیب ہوگا۔

میں نے اب تک جو کچھ کیا ہے، تنہا کیا ہے اور اب یہ امید بیجا نہیں کہ سرکار و کار کے مستقل اضافہ سے کام بہت زیادہ ہونا چاہئے۔ میرے سرمایہ کا بڑا حصہ میری تالیف و تصنیف اور پریس کی آمدنی ہے اس لئے کہ میں نے عام چندوں اور سرکاری امداد سے کام کرنے کو اپنی حد تک چند مصلحتوں سے مناسب نہیں سمجھا لیکن اب سرکار و کار کے لئے یہ کسب ذریعہ اختیار کرتے ہیں

وقف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد! یہ وقف نامہ "ادارۂ عالمگیر تحریک قرآن مجید" کے لئے ہے جس کا مقصد قرآن مقدس کی بامعنی اور عملی تعلیم عام کرنا، بالخصوص نئی نسل کو حامل قرآن بنانا ہے۔ جس کے لئے مندرجہ ذیل دو بڑے ذریعے اختیار کئے گئے ہیں۔

۱۔ دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن مجید معہ بچوں کی تفسیر کے تراجم کی اشاعت اور ان زبانوں کے معلم و مبلغ تیار کرنا۔

۲۔ "جامعۂ قرآنیہ حیات نگر" میں بالعموم عام انسانوں اور بالخصوص مسلمانوں کے لئے عملاً قرآن مجید کی تعلیم کا انتظام کرنا۔

بیس برس سے زائد ہوئے کہ عالمگیر تحریک قرآن مجید کا کام۔ ممالک محروسہ سرکار عالی ہند و بیرون ہند میں، ایک خاص نقشہ اور پختہ بنیادوں پر جاری ہے، جس پر عالیشان عمارت تیار کی جاسکتی ہے نتیجۃً اس کے لئے تقریباً ایک لاکھ روپے کا سرمایہ موجود ہے جس کی تفصیلی

فہرست منسلک ہذا ہے جس کو میں "انسانیت" اور مسلمانوں" کی اس سب سے بڑی مذکورہ بالا خدمت کے لئے وقف کر رہا ہوں۔

غرض یہ ہے کہ سرمایہ محفوظ ہو کر المضاعف ہو۔ کام اپنی انتہاء کو پہونچے، اور یہ مبارک، مفید اور اہم ضروری تحریک ہمارے بعد بھی باقی و جاری رہے

اوقاف ادارۂ عالمگیر تحریک قرآن مجید

کا متولی اپنی زندگی تک میں رہوں گا۔ لیکن میرے بعد میرے شریک کار جن کے نام درج ذیل ہیں (یا جن کی بعد میں کمی و بیشی ہو) خود بخود "قانوناً" امین قرار پا جائیں گے۔ جو اوقاف و اغراض اوقاف کو انجام دیں گے۔

بارگاہ رب العزت میں التجا ہے کہ اس وقف کو قبول فرمائے برکت دے، شرکائے کار کو صراط مستقیم پر قائم رکھے۔ اس ناچیز کو ——— وشاؤرھم فی الامر" کا مصداق بنائے۔ عموماً نوع انسانی کو اور بالخصوص مسلمانوں کو قرآن حکیم سے نفع بخشے آمین یا رب العالمین ٥

حیدر آباد دکن۔ ۱۶ ارشعبان المعظم ۶۴ھ ابو محمد مصلح بانی تحریک عالمگیر قرآن مجید

اسمائے شرکائے کار

۱۔ نواب حسن یار جنگ بہادر ۲۔ نواب دوست محمد خان بہادر
۳۔ خان بہادر عبدالکریم باپو خان ۴۔ مولوی مقصود احمد خاں تجارتہ تاجر
۵۔ مولوی میر اکبر علی خاں بار ایٹ لا ۶۔ مولوی عبدالستار صاحب رضا بیگ۔ سی۔ ایس
۷۔ مولانا مناظر احسن گیلانی ۸۔ ڈاکٹر رضی الدین صدیقی
۹۔ ڈاکٹر محمود اللہ بار ایٹ لا ۱۰۔ ڈاکٹر قاری کلیم اللہ۔
۱۱۔ ڈاکٹر یوسف حسین خان ۱۲۔ ڈاکٹر میر ولی الدین۔
۱۳۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ ۱۴۔ مولوی عبدالمقیت خان
۱۵۔ مولوی عبدالقدوس ہاشمی ۱۶۔ ابو محمد مصلح

قرآن کی یکتائی و امتیازی شان

از مولوی محمد عبدالشکور صاحب شاکر عمر گہ علاقہ پائیگاہ خورشید جاہی

قرآن کے بے مثل ہونے کا دعویٰ مسلمانوں کی طرف سے نہیں بلکہ خود قرآن کی طرف سے کیا گیا ہے کہ قرآن بے مثل ہے جس کی صحت ایک مسلمہ حقیقت کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ لیکن آج ایک غیر مسلم تحریر پر نظر پڑی جس میں اس کی فصاحت اور بلاغت اور اس کے اچھی کتاب ہونے کا اعتراف موجود ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا گیا ہے کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ انسانی طاقت سے بعید ہے۔ معترض کہتا ہے کہ واقعی دنیا میں ایسی چیزیں ہیں جو اپنی ذات میں بے نظیر ہیں اور اس وقت تک کوئی دوسرا انسان ان کی نظیر بنانے میں قادر نہیں ہو سکا لیکن باوجود اس کے، وہ معجزہ یا خدا کی صنعت نہیں کہلاتیں۔ آپ نے ثبوت میں سات عجائبات عالم کو پیش کیا ہے۔ اور متعدد تصانیف کے نام بھی پیش کئے ہیں کہ یہ چیزیں اپنی نوعیت میں بے مثل ہیں تاہم

آج تک کسی نے انھیں خدا کی بنائی ہوئی اور الہامی نہیں بتایا۔

بتاتا تو جب ہی جب وہ الہامی ہوتیں۔ خدا کی طرف سے نازل ہوتیں۔ پھر لطف ملاحظہ ہو آپ ہی تو ان چیزوں کو انسان کی بنائی ہوئی بتلا رہا ہے اور آپ ہی لکھتا ہے کہ کوئی انسانی دماغ ان کی نظیر لانے سے قاصر ہے۔ اس سے تو خود یہ ثابت ہے کہ ان کے بنانے کی طاقت انسان میں موجود ہے پھر کوئی اس کا بھی ثبوت ہے کہ ان کے متعلق کبھی یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ انسان کی بنائی ہوئی نہیں۔ اگر کوئی ایسا دعویٰ کیا جاتا تو بالیقین ایک نہیں سیکڑوں انسان اس دعوے کے تارو پود کو بکھیر کر رکھ دینے کے لئے تیار ہو جاتے۔ انسان میں مقابلہ اور دعاوے شکنی کی طاقت فطری ہے ہر زمانہ میں فضائی رفتار اور مختلف ریکارڈوں کو شکست دینے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔ اور یہ شکست ہوتے رہتے ہیں۔ نئی نئی اور عجیب الہیئت مشینیں اور عمارتیں بننے کی خبریں ہم روز سنتے رہتے ہیں۔ مصریوں کی عظمت فلسفہ سے کس کو انکار ہے۔ مگر یونانیوں نے سب کچھ انھیں سے سیکھ کر انھیں کے سامنے محیر العقول نظریں پیش کیں۔ یونانی فلاسفر اٹھے تو دنیا نے دیکھا کہ وہ سب سے بلند سطح پر فائز ہیں لیکن مسلمان اسٹیج پر نمودار ہوئے تو انھوں نے ان کا تمام فلسفہ اپنا لیا۔ اور ابن رشد، ابن طفیل، بوعلی سینا وغیرہ اس شان سے آگے بڑھے کہ یونانیوں کی شہرت کا آفتاب گہنانے لگا

یہ دور بھی گذر گیا۔ کتابِ زمانہ کا ورق الٹا اور اسی نیلگوں آسمان نے دیکھا کہ اب نہ بطلیموس ہے اور نہ ابن رشد نہ ارسطو ہے۔ نہ ابن طفیل ہے نہ افلاطون ہے اور نہ بوعلی سینا۔ اب ہیوم ہیگل۔ کانٹ۔ برکلے،

شو بیہا ز فلک و کمال کے مہر و ماہ بنے ہوئے ہیں۔ ان میں ہم کس کو عدیم المثال اور عدیم النظیر کہہ سکتے ہیں۔ تمدنوں کی خوبی کا بھی یہی عالم رہا۔ کبھی مصریوں کا ستارۂ اقبال چمکا۔ کبھی عرب دنیا کے مراکز تمدن کے مالک رہے اور اب یورپ کا اقتدار کھڑا سب کو للکار رہا ہے

کیسے کہا جا سکتا ہے کہ جو کچھ ایک انسان نے کیا دوسرا نہیں کر سکتا۔ ایڈیسن کی ایجاد پر لوگوں کو کتنا تعجب ہوا تھا۔ دور بین لاسلکی اور دوسری مشینوں کی ایجاد پر کیا کچھ حیرت کا اظہار نہ کیا گیا مگر کیا اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ کوئی اور دماغ اس قسم کی قوت ایجاد سے تہی ہے۔ خدائی اور انسانی افعال میں اگر کوئی فرق ہے تو یہی ہے کہ جو کام ایک انسان کر سکتا ہے وہ دوسرا بھی کر سکتا ہے اور اس کے دماغ میں بھی اس کے کرنے کا ملکہ اور عقل میں طاقت ہے۔ مگر خدا کے کسی ایک کام پر بھی انسان قادر نہیں ہو سکتا۔ قادر مطلق اور مالک کل ہستی تو وہی ایک ہستی ہے جو ایک لفظ "کن" سے جو چاہے کر سکتی ہے۔ تہذیب کتنی ترقی کر گئی ہے۔ اور فرزندان تہذیب نے طب کو فلک الافلاک تک پہنچا دینے کے سلسلہ میں انسان کے اندر روح ڈالنے یا اس کو موت کے منہ سے بچانے کے لئے کتنا کچھ زور لگایا مگر کیا وہ اس میں کامیاب ہوا نہیں اور ہرگز نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔

خدائے قدوس نے ارض عالم پہ بے شمار انواع و اقسام کی مخلوق پیدا کی ہے اور اس کے اندر تاثیرات اور خواص رکھے ہیں جن کی تفصیلات پر دنیا ابد الآباد تک وقوف حاصل کرتی چلی جائے گی مگر پھر بھی تکملہ نہ ہوگا

اور اس کے بارے میں علمِ انسانی کو مکمل نہیں کہا جائے گا۔ قدرتی چیزوں کو توپیدا کرنا ایک طرف ان کے خواص اور تاثیرات ہی کے علم سے اب تک انسان کا ناواقف رہنا اس کے عجز کی ایک زندہ دلیل ہے بیشک انسان محیر العقول ایجادیں کرسکتا ہے۔ اپنے کارناموں سے دنیا کو حیرت میں ڈال سکتا ہے اور اشیائے قدرت چہرۂ حقایق کو ایک حد تک بے نقاب کرسکتا ہے لیکن سب کچھ کرنے اور کرسکنے کی قوت کے باوجود یہ اس کے امکان میں ہرگز نہیں کہ وہ خدائے تعالیٰ کی طاقت اور قدرت میں شریک وسہیم ہوسکے۔ حتیٰ کہ ایک انسان کی ساری دنیا مل کر ایک مکھی کا پر بنانے کی بھی قدرت اور قوت نہیں رکھتی۔

مادیات کا عجز

جس طرح مادیات میں کسی فعل سے انسان کا عجز اس کے خدائی فعل ہونے کی دلیل ہے اسی طرح روحانیت میں بھی ایسی چیز جس پر انسان قادر نہ ہوسکے اور قادر ہونا کیا جس کی نظیر پوری دنیا بھی ملکر نہ لاسکے اور ایک متفقہ ومتحدہ سعی وعمل کے باوجود نہ لاسکی۔ ہو اسے خدا کے فعل کے سوا اور کس کا فعل کہا جائے گا۔ قرآن کریم ساڑھے تیرہ سو سال سے اپنی صداقت دنیا کے سامنے پیش کررہا ہے اور دعوی کررہا ہے کہ کوئی اس کا ثانی پیدا کرکے دکھادو مگر اس وقت بھری دنیا سے ایک ہستی بھی یہ جراءت نہ کرسکی اس نے نہ صرف ناکامی کا منہ دیکھا بلکہ اس کو اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہی بنی۔

اگر قرآن کریم واقعی انسانی کلام ہوتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ اب تک کوئی بھی اس کا مثل پیدا کر سکتا۔ کیا دنیا [illegible] ایک قرن میں نہ سہی ایک صدی میں نہ سہی تیرہ صدیوں میں تو کوئی پیدا ہوتا — افلاطون اور ارسطو اپنے زمانہ کی لاثانی ہستیاں تھیں مگر کیا ان کے بعد ابن رشد اور بو علی سینا پیدا نہیں ہوئے اور ان کے اُٹھ جانے پر ہیوم کانٹ اور شوپنہار وغیرہ نے ان سے کچھ کم شہرت پائی یہ تو نہیں کہ قدرت کی قوت تخلیق یا محکورانی معدوم یا کم ہو گئی — اگر قرآن کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا کلام مان لیا جائے تو آخر وہی نسل اور وہی زبان اس وقت بھی موجود تھی اور اب تک موجود ہے اور بعینہٖ انھیں روایات کی حامل ہے۔ پھر آخر کونسا انقلاب اور ایسا انقلاب پیدا ہو گیا ہے کہ آپ کے بعد عرب نے کوئی ایسا فصیح و بلیغ انسان پیدا ہی نہیں کیا۔ پھر دنیا جانتی ہے کہ آپ امی تھے ایک لفظ لکھ پڑھ نہ سکتے تھے۔ عمر کے پورے چالیس برس عرب ہی میں گذارے کیا وجہ ہے کہ ان چالیس سال کے اندر نہ کسی نے آپ کی زبان سے کوئی شعر سنا اور نہ آپ کی کوئی فصاحت وبلاغت دیکھی نہ اس مدت کی پوری زندگی میں آپ کی کوئی چالاکی مشاہدہ ہوئی نہ کسی نے آپ کو جھوٹ بولتے اور بُری راہ جاتے دیکھا۔ پھر یکایک یہ انقلاب کیوں پیدا ہو گیا۔ کیا دولت کی حرص تھی۔ کیا بادشاہت کی آرزو تھی۔ اگر تھی تو یہ سب چیزیں ابتدا میں تو پورے خلوص کے ساتھ آپ کی خدمت میں پیش کی گئیں۔ دولت ماہرو لڑکیاں

اور بادشاہت عرب کے سب کچھ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ مگر آپ نے انکار کر دیا اور سختی سے ساتھ انکار کر دیا۔ آخر اپنی کتاب کو نعوذ باللہ اپنی کتاب بنا کر پیش کرنے میں کوئی غرض تو ہونی چاہئیے تھی دنیا جانتی ہے کہ آپ نے تو حکومت وشاہی کے رتبہ پر پہنچکر بھی غریبانہ زندگی بسر کی ہے۔ جو ملا بانٹ دیا جو ہاتھ آیا دے دیا۔ اور آپ کی اولاد کبار نے بھی عسرت ہی کے ساتھ بسر کی ہے۔ اس کو بھی جانے دیجئے۔ سب کچھ حکومت اور بادشاہت کے لئے تھا تو آپ کی محبوب معصومہ بیٹی۔ آپ کے محترم داماد حضرت علیؓ اور آپ کے پیارے اور لاڈلے نواسے حضرات حسنینؓ موجود تھے عنانِ اقتدار ان کے سپرد کرنے دنیا میں اولاد سے عزیز کون ہوتا ہے۔ یہ بھی کچھ نہیں کیا تو پھر یہ سب کیوں کیا گیا۔

قرآن کا چیلنج

قرآن کریم میں ارشاد باری ہے ﴿قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یاتوا بمثل ہذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا﴾ یعنی اے پیغمبر آپ فرما دیں کہ سارے جن وانس جمع ہو کر چاہیں کہ اس جیسا قرآن بنا لائیں تو نہیں بنا سکتے۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے کے معاون ہی کیوں نہ ہوں۔

قرآن کا یہ دعویٰ لوگوں کے سامنے تھا جو اپنی زبان دانی کے مقابلہ میں دوسروں کو گونگا کہتے اور سمجھتے تھے اور جن میں ایک سے ایک زیادہ

نامور ادیب اور شاعر پڑا ہوا تھا چنانچہ وہ لوگ مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے اور پورے جوش اور سرگرمی کے ساتھ تیار ہو گئے۔ صحیح مسلم کی روایت ہے کہ ایک دفعہ ابوجہل و رؤسائے قریش نے ایک جگہ مجتمع ہو کر یہ مشورہ کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریک روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ کسی ایسے آدمی کی جستجو کرنی چاہئے جو شعر و شاعری اور کہانت اور سحر میں کمال رکھتا ہو اور وہ یہ معلوم کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام اصلاً ہے یا کیا مشہور ہے قریش عتبہ بن ربیعہ نے کہا کہ میں سب کچھ جانتا ہوں۔ اگر تمہاری مرضی ہو تو میں جاؤں اور پتہ لگاؤں چنانچہ عتبہ خدمت نبوی میں حاضر ہوا اور کہا کہ ہم نے طے کر لیا ہے کہ تمہاری جو خواہش ہو گی پوری کر دی جائے گی۔ مکہ مکرمہ کی بادشاہت زر و دولت کے خزائن اور حسین ترین لڑکیوں سے شادی جو مقصود ہو بیان کر دو ہم پورا کرنے اور تمہیں اپنا بادشاہ بنانے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن تبلیغ سے باز آجاؤ آپ نے ان ترغیبات کے جواب میں یہ آیتیں پڑھنا شروع کر دیں۔ قل انما بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الٰہ واحد فاستقیموا الیہ واستغفروہ۔ قل ائنکم لتکفرون بالذی خلق الارض فی یومین وتجعلون لہ انداداً ذالک رب العالمین۔ یعنی اے پیغمبر کہہ دیجئے کہ میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہوں البتہ مجھ پر وحی نازل کی جاتی ہے۔ تمہارا معبود بس وہی ایک معبود ہے بس سیدھے اسی کی طرف منہ کئے چلے جاؤ اور اسی سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ ذرا ان سے پوچھو تو سہی کیا تم اس قادر مطلق کی خدائی سے انکار کرتے ہو جس نے دو دن

میں زمین بنائی اور تم اس کا ہمسر بناتے ہو۔ حالانکہ یہی خدا تو سارے جہان کا پروردگار ہے۔

عتبہ جو گھر آیا تو وہ عتبہ نہ تھا۔ کئی روز تک گھر سے باہر نہ نکلا ابوجہل نے جاکر کہا کہ کیوں عتبہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں جاکر پھنس گئے۔ اس لئے کہا ابوجہل تم جانتے ہو کہ میں سب سے زیادہ دولتمند ہوں مجھے دولت کا لالچ نہیں ہو سکتا لیکن میرے جواب میں محمدؐ نے جو کلام پیش کیا ہے وہ نہ جادو تھا نہ کہاوت تھی اور نہ شعر میں نے ایسا کلام کبھی نہیں سنا۔ انھوں نے جو کلام سنایا۔ اس میں عذاب الٰہی کی دھمکی تھی۔ میں نے انھیں قرابت کا واسطہ دے کر چپ کیا مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ عذاب تم پر آجائے۔ ہاں ایک بات رہ گئی۔ آپ دو یا تین آیتیں ہی پڑھنے پائے تھے کہ عتبہ نے آپ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا بس کرو۔ قرابت کا واسطہ بس کرو۔ آخر کلام کس کا کلام تھا۔ ایک ایک لفظ میں جلال اور جلالی شعائیں مرکوز تھیں جسم میں … پڑ گئی اور اتنا گھبرا گیا کہ اتنے بڑے رئیس کو قرابت کا واسطہ دیکر روکنا پڑا

نجاشی تو واقعی بادشاہ تھا جب عین دربار میں حضرت جعفرؓ نے سورۂ مریم تلاوت کی تو اس پر رقت طاری ہو گئی اور بے ساختہ کہنے لگا۔ خدا کی قسم یہ کلام اور انجیل کا کلام ایک ہی چراغ کے پرتو ہیں۔ کیا نجاشی کے متعلق کسی جانبداری کا شبہ کیا جا سکتا تھا نہیں۔ انگلستان کا نامور انسان کارلائل لکھتا ہے کہ قرآن کے احکام اس قدر عقل و حکمت کے مطابق واقع ہوئے ہیں کہ اگر

انسان انھیں چشم بصیرت سے دیکھے تو وہ ایک پاکیزہ زندگی بسر کر سکتا ہے۔ شریعت اسلام اعلیٰ درجہ کے عقلی احکام کا مجموعہ ہے۔ ان خیالات اور آرا کو پڑھو، ان پر غور کرو اور پھر سوچو کہ آیا واقعی قرآن کریم ایک بے مثل کتاب ہے یا نہیں۔ اور ایسا کلام خدا کے سوا انسان کا کلام ہو سکتا ہے۔

اولی الامر

کہتے ہیں کہ سلطان محمود غزنوی رح ــــ ایک مرتبہ خرقان کے پاس سے گذر رہا تھا اس نے شیخ ابو الحسن خرقانی رح ــــ کی شہرت سنی تھی۔ وہ شیخ سے ملاقات کرنا چاہتا تھا۔ پس اس نے ایک قاصد شیخ کی خدمت میں روانہ کیا کہ باریابی کی اجازت لائے اور قاصد کو ہدایت کی کہ اگر شیخ ملنے پر راضی نہ ہوں تو آیت اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم ــــ تلاوت کرنا۔ چنانچہ قاصد نے یہی کیا۔ شیخ نے کہا کہ میں در اطیعوا اللہ چناں مشغول کہ از اطیعوا الرسول خجالتہا دارم تا بہ اولی الامر چہ رسد۔

گویا اطاعتِ خدا اور اطاعتِ رسول دو الگ الگ چیزیں ہیں اور بغیر اطاعتِ رسول کے اطاعتِ خدا ممکن ہے۔

مقتبس۔ از شیخ مجدد کا نظریہ توحید مصنفہ برہان احمد فاروقی، ایم اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی (علیگ) ــــ

الشہداء آیت پاک کے مفسّر کی شان میں

پ ۲ س ۲ ع ۳

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ۝ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۝

ترجمہ

اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد لو۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور خدا کی راہ میں مارے جانیوالوں کو مردہ نہ کہو وہ تو زندہ ہیں ہاں اُن کی زندگی کا تم کو شعور نہیں۔ اور تمہیں بھی ہم بعض بھوک اور مالوں جانوں اور پھلوں کے نقصان سے آزمائیں گے۔ سو اُن کیلئے خوشخبری ہے جو اس میں مستقل مزاج رہیں مصیبت پہونچی تو بولے ہم تو اللہ تعالیٰ کے مال ہیں اور ہم اوسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں یہی لوگ ہیں جن پہ ان کے رب کی عنایات و مہربانی ہے اور

یہی ہیں جو سیدھی راہ پہ ہیں

اردو میں قرآنِ مجید کے ترجمے

از

ڈاکٹر ہاشم امیر علی - پی - ایچ - ڈی

اردو میں قرآن مجید کے ترجمے

یہ تقریر نشرگاہ حیدرآباد سے ۱۲ اکتوبر ۱۹۴۳ء کو نشر کی گئی

قرآن شریف نہ صرف ہم مسلمانوں کا عظیم ترین ورثہ ہے بلکہ چند اسباب کی وجہ سے اس کتاب کو دنیا کی سب کتابوں میں فوقیت حاصل ہے۔ مسلمان تو اسے کلام اللہ مانتے ہی ہیں۔ لیکن متمدن غیر اقوام بھی کم از کم اس پر متفق ہیں کہ اس کا ہر لفظ آج سے تیرہ صدی آگے نبی اکرم کی زبان مبارک سے نکلا ہوا ہے۔ ذرا غور کیجئے تو کوئی معمولی اعتراف نہیں۔

گذشتہ تیرہ سو سال میں ہم مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق اس کتاب کا ہر لفظ کلام اللہ ہونے کی وجہ سے کسی فرد و بشر کی یہ جرأت نہیں ہوئی کہ اصل عبارت میں زیر زبر یا پیش کی بھی ترمیم کرتا۔ الفاظ کے معنی و مفہوم کے سمجھنے سمجھانے میں ہزار ہا حدیثیں کی گئیں تفسیرات اور تاویلات سے کتب خانے بھر گئے۔ یہاں تک ہزار ہزار جلدوں میں تفسیریں لکھیں گئیں اسلام کے مختلف فرقوں نے آیات قرآنی کے مختلف معانی بیان کئے۔ لیکن اصل متن بعینہ وہی رہا

جو خلفاء راشدین کے زمانہ میں مقرر کر دیا گیا تھا۔ یہی وہ خصوصیات ہیں جن کی وجہ سے اس کتاب کی تاریخ سے آگاہ ہونا نہ صرف مسلمان کا فرض ہے بلکہ غیر اقوام کے لئے بھی کم از کم باعث دلچسپی ضرور ہے

قرآن مجید کی تاریخ کو پانچ زمانوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے پہلا زمانہ ان تئیس سال پر مشتمل ہے جن میں آیات قرآن مجید کا نزول جاری رہا اور جس زمانہ کا ہمارے نبی اکرم کی وفات کے ساتھ اختتام ہوا۔ دوسرا زمانہ پہلی تین خلافتوں کے پندرہ سال پر مشتمل ہے جن میں آیاتِ قرآنی جمع کئے جا کر ایک کتاب کی شکل میں مرتب کئے گئے۔ ان دونوں زمانوں کی تاریخ قرآنی از خود ایک شعبۂ علم ہے۔ اور اس پر اس مختصر مضمون میں تبصرہ کرنے کی گنجائش نہیں۔ تیسرا زمانہ ان تقریباً ہزار سال پر مشتمل ہے جن میں مسلمانوں کو دنیا میں حکومت اور عزت حاصل تھی اس طویل زمانہ میں عربی کو بین الاقوامی زبان ہونیکا فخر حاصل تھا۔ اور کسی ذی علم کے لئے خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم یہ امر پسند خاطر نہ تھا کہ وہ قرآن کو سمجھنا چاہیے لیکن عربی زبان سیکھنے کی کوشش نہ کرے۔ یہی وجہ تھی کہ اس زمانہ میں جہاں تک ہمیں علم ہے قرآن مجید کا کسی دوسری زبان میں ترجمہ کرنے کی نہ ضرورت واقع ہوئی اور نہ کسی نے اس کی کوشش کی۔

قرآن مجید کی تاریخ کا چوتھا دور دنیا میں مسلمانوں کے زوال سے آغاز ہوتا ہے اسپین کی اسلامی حکومت ختم ہوتے ہی مسلمانوں

کی علمی دولت سارے یورپ [illegible] میں منتشر ہو گئی۔ اور اگر مورخین ذرا غور کریں تو اس کا ثبوت [illegible] سکتا ہے کہ یورپ کے علمی و تمدنی عروج کی بنیاد اسی انتشار [illegible] رکھی گئی۔ بس یہ لازم ہوا کہ غریب لاوارث مسلمانوں کے خصوصیات سے متاثر ہو کر یورپ کے جاگتے اقوام میں اس کتاب سے آگاہ ہونے کی کوشش کی [illegible] جو اس خاص معاشرت کی بنیاد تھی۔ چنانچہ قرآن مجید کا [illegible] لاطینی زبان میں [illegible] ۱۱۴۳ء [illegible] گذشتہ آٹھ چار سو برسوں میں یورپ کی [illegible] کوئی زبان ایسی موجود نہیں [illegible] مقدس کے ترجمے نہ کر لیا گیا ہو [illegible] تھے [illegible] ترجمے خود مسلمانوں نے نہیں لکھے [illegible] سے یہ [illegible] مسلموں کے سامنے پیش [illegible] تھے۔ اس لیے [illegible] ان ترجموں پر [illegible] ان مترجمین [illegible] نہیں تھی کہ قرآن مجید [illegible] پیش کریں [illegible] کتابوں کی عظمت پر حرف آتا [illegible] بایں ہمہ یہ کہنا [illegible] انصاف ہوگا کہ ان غیر مسلم مترجمین کے منجملہ اکثر نے تعصب سے [illegible] ہو کر کام لیا اپنی عقل و حوصلے کے مطابق قرآن مجید کے محاسن کا اظہار کرنے میں اتنی کوتاہی نہیں کی ہے۔ جتنا کہ ایک رقیب مذہب کے پیرو سے احتمال ہو سکتا تھا۔ بلکہ چند نے تو اس قدر محققانہ نقطہ نظر سے کام لیا ہے کہ بہت سے کم علم مسلمانوں کو بھی نصیب نہیں ہوا۔

قرآن مجید کی تاریخ کا پانچواں دور اس وقت شروع ہوا۔

مسلمانوں نے اپنی مقدس کتاب کا عربی سے دوسری زبانوں میں ترجمہ
کرنا شروع کیا۔ اس اقدام کا سہرا شیخ سعدی علیہ الرحمہ کے سر رکھا جاتا ہے،
لیکن اکثر محققین کا خیال ہے کہ جو فارسی ترجمہ ان کے نام سے موسوم
کیا جاتا ہے وہ کسی اور ایرانی شخص کا ہے اس ترجمہ کے علاوہ جو پہلے
مسلم مترجم کا نام یقین کے ساتھ لیا جا سکتا ہے وہ دہلی کے شاہ ولی اللہ رح
ہیں۔ جن کا فارسی ترجمہ ۱۷۳۷ء میں شائع ہوا۔ میرے ہموطن سامعین
کا محض اس تاریخ سے اس زمانہ کا خیال آگیا ہوگا جب حکومت آصفیہ
کی داغ بیل آصف جاہ اول نے آغاز کر دی تھی اور نادر شاہ کی دعوت
شہنشاہی کو رد کر کے آصف جاہ اول نے اس کا ثبوت دیا تھا کہ باوجود
عام زوال کے ہندوستان میں جب بھی ایسے مسلمان موجود تھے جن کے
لئے ذاتی منفعت کے آگے وفاشعاری کی کہیں زیادہ اہمیت تھی۔ اس
جملہ معترضہ کا مقصد صرف یہ بتلایا تھا کہ قرآن مجید کی ترجمانی کا یہ
دور صرف دو سو سال سے آغاز ہوا اور وہ بھی ایسے زمانہ میں جب
ہندوستان کی مغلیہ سلطنت کا شیرازہ بکھرنے پر مسلمانوں کے تمدن
اور اقتصادیات میں انحطاط رونما ہو چکا تھا۔ اور اغلب یہ ہے کہ
شاہ ولی اللہ کے اس ترجمہ کا مقصد ہی یہ تھا کہ اس بکھرے شیرازہ
کو پھر اس پیام کی تفہیم سے یکجا کیا جائے جس نے جنگلی عربوں کو دنیا کی
عظیم ترین حکومتوں کا وارث بنا دیا تھا۔

شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ نے صرف خود یہ کوشش نہیں کی بلکہ
اپنے تین صاحبزادوں کو وراثتاً بھی اس تحریک کے دوسرے زینہ تک

پہنچانے کی توفیق بھی دئے گئے۔ چنانچہ شاہ رفیع الدین۔ شاہ عبدالقادر
اور شاہ عبدالعزیز ان تینوں بھائیوں کے نام تاریخ قرآن کے اس پانچویں
دور کی ابتداء میں اب تک نمایاں نظر آتے ہیں اور ہمیشہ نظر آتے رہیں گے
خدا کرے کہ ہم مسلمانوں کو اس بزرگ خاندان اور خصوصاً شاہ
ولی اللہ علیہ الرحمہ کے حالات سے زیادہ واقف ہونے کا موقعہ ملے

شاہ رفیع الدین کی ولادت ۱۷۴۹ء اور شاہ عبدالقادر
کی ولادت اس سے چار سال بعد تبلائی جاتی ہے۔ اور یہ بھی پتہ
چلتا ہے کہ شاہ عبدالقادر نے قرآن مجید کا اردو ترجمہ ۱۷۷۹ء
میں شروع کیا گویا اس وقت بڑے بھائی کی عمر (۳۰) اور منجھلے
بھائی کی عمر صرف (۲۶) سال کی تھی۔ غالباً ان دونوں کا آپس میں
سمجھوتا تھا کہ پہلے نے لفظی ترجمہ کیا اور دوسرے نے با محاورہ ترجمہ
کرنے کی مہم سر کی تاکہ دونوں کو ساتھ دیکھنے سے عربی سے بھی
رفتہ رفتہ واقفیت ہو جائے اور مفہوم بھی دلنشین ہو سکے۔ غرض
کامل (۱۲) سال کی محنت کے بعد شاہ عبدالقادر کا ترجمہ ۱۲۰۵ھ مطابق
۱۷۹۱ء میں مکمل ہوا اور چند سال تک متعدد قلمی کاپیاں لکھی جاتی رہیں
کتب خانہ آصفیہ میں اس ترجمہ کے ایک "قلمی نسخہ کا ایک حصہ ۱۲۲۴ء
یعنی ۱۸۰۹ء کا لکھا ہوا موجود ہے۔ جس پہلے مطبوعہ نسخہ کا پتہ مجھے
اب تک ملا ہے وہ مطبع احمدی دھلی (؟) کا چھپا ہوا ہے اور اس کی
تاریخ اشاعت ۱۲۴۵ھ م ۱۸۲۹ء ہے۔

اس تاریخ سے آج تک یعنی ایک سو سولہ سال میں خدا جانے کتنے مطبعوں سے کتنی مرتبہ یہ ترجمہ چھپ چکا ہے۔ لیکن تحریر اور بول چال کی تبدیلیوں کی وجہ سے اس ترجمہ میں رفتہ رفتہ تبدیلی ہوتی آئی ہے یہاں تک کہ آج کل کے چھپے ہوئے نسخوں میں یہ دریافت کرنا مشکل ہوگیا ہے کہ شاہ عبدالقادر کے الفاظ کیا تھے اور اب کیا ہو گئے ہیں۔

اس ابتدائی زمانہ کا اور ایک اردو ترجمہ قابل ذکر ہے جو کلکتہ مدرسہ میں چند اصحاب نے ملکر کیا تھا اور یہی اس کی سب سے زیادہ اہم خصوصیت تھی۔ یہ ترجمہ ۱۸۰۳ء یعنی شاہ عبدالقادر کے ترجمہ کے دس بارہ سال بعد ہی مکمل ہوا تھا۔ لیکن مولانا عبدالحق صاحب معتمد انجمن ترقی اردو نے لکھا ہے کہ "جہاں تک اردو کی ساخت اور ترکیب کا تعلق ہے یہ ترجمہ پہلے کے تمام ترجموں کے مقابلہ میں زیادہ بامحاورہ اور سلیس ہے"۔ افسوس ہے کہ اس ڈیڑھ سو سال میں اس ترجمہ کو شائع ہونے کا موقع نہ ملا اس کا ایک قلمی نسخہ سالار جنگ بہادر کے کتب خانہ میں اب بھی موجود ہے۔

گذشتہ سال اردو کانگریس کا جو جلسہ حیدرآباد میں منعقد ہوا تھا اس کے لئے میں نے اردو تراجم قرآن مجید کے عنوان سے ایک مقالہ مرتب کرنے کی کوشش کی تھی۔ [illegible] ہر کسی نے [illegible] تھا کہ قرآن مجید کے اردو ترجمہ کی تعداد دس بیس ہوگی [illegible] گذشتہ ڈیڑھ [illegible]

کی تعداد اس قدر کثیر ہے کہ ان کے صرف نام بھی بتلانا اس مختصر تقریر میں ممکن نہیں۔ البتہ ان سب کو چند زمروں میں تقسیم کر کے ان پر سرسری تبصرہ ممکن ہے۔ پہلے ایسے ترجموں کا حال سنئے جو اب تک طبع ہو کر عوام کو میسر نہیں ہوئے۔ کلکتہ مدرسہ کے مرتب کردہ مذکورالصدر ہندی ترجمہ کے علاوہ حیدرآباد ہی میں مجھے سات اور ایسے مکمل اردو ترجموں کے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے جن کے طبع ہونے کا پتہ نہ چل سکا لیکن جن کے قلمی نسخے کتب خانوں میں موجود ہیں۔ ان مکمل قلمی ترجموں کے علاوہ سترہ ایسے قلمی نسخے دستیاب ہوئے جو قرآن مجید کے مخصوص حصوں کے ترجمے ہیں اور جو اب تک شائع نہیں ہوئے

مطبوعہ اردو ترجموں میں تقریباً ایک سو ایسے نسخوں کی فہرست مرتب ہوئی ہے جو مکمل قرآن کے نہیں بلکہ مخصوص حصوں کے ترجمے ہیں ان میں زیادہ تصنیفات پارہ عم۔ سورہ یوسف سورۂ فاتحہ سورہ یٰسین وغیرہ کے ایسے ترجمے ہیں جو نظم یا نثر کی شکل میں بطور تفسیر کئے گئے ہیں۔ اور چند ایسے بھی قرآن مجید کے نامکمل ترجمے ہیں جن کو ختم کرنے کی فرصت مترجمین کو نہ ملسکی

ایسے ترجمے جو مکمل ہونے کے بعد عوام میں مقبول ہوئے ان کی فہرست میں بھی نشان سلسلہ (۳۴) تک پہنچ چکا ہے۔ یہ ایسی فہرست ہے جس میں ہر ایک کے متعلق ایک ایسا مضمون ممکن ہو تو لکھنا چاہئے جس میں مصنف کے حالات

اور تصنیف کے خصوصیات پر دلچسپ پیرا یہ میں روشنی ڈالی گئی ہو۔ لیکن بہت سے مترجمین کے حالات ابھی تک دستیاب نہیں ہوئے ہیں۔ اور چند ترجمے تو ایسے ہیں جن کے مترجمین کے نام بھی ترجموں پر درج نہیں کئے گئے ہیں جن مترجمین کے متعلق معلومات حاصل بھی ہوئے ہیں ان کا بھی صرف سرسری بیان ممکن ہے۔

شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین کے بعد ہی تاریخ قرآن کے اس پانچویں دور میں ایک ایسا مترجم نمایاں ہوتا ہے جس نے پندرہ برس کی محنت سے قرآن مجید کا ایک مکمل اور منظوم ترجمہ ۱۸۴۳ء میں یعنی آج سے سو برس آگے ختم کیا۔ اس ترجمہ کا نام "زادِ آخرت" ہے اور مترجم کا نام عبدالسلام اور تخلص "سلام" تھا۔ اس ترجمہ میں جو محنت کی گئی ہے۔ وہ نہایت قابل قدر ہے۔

اس کے بعد محمد حسین قلی خان کا ایک ترجمہ بلا متن لکھنؤ سے ۱۸۵۵ عیسوی میں شائع ہوا۔ اور غالباً اس قسم کا یہ پہلا ترجمہ ہے۔ نواب صدیق حسن خاں توفیق جن سے نواب شاہ جہاں بیگم والیہ بھوپال نے عقد ثانی کیا تھا۔ اور جن کی تقریباً تین سو تصنیفات بتلائی جاتی ہیں انھوں نے بھی ایک ترجمہ قرآن

شائع کیا تھا۔ انکی تاریخ پیدائش ۱۲۴۸ھ اور وفات ۱۳۰۴ھ یا ۱۳۰۲ھ بتلائی جاتی ہے۔
عاشق الٰہی صاحب میرٹھی۔ عبدالحق صاحب حقانی دہلوی۔ فتح محمد خان صاحب لکھنوی اور مولوی عماد الدین ان چاروں کے ترجمے تقریباً ساتھ ساتھ ۱۸۹۴ء میں شائع ہوئے اور دو سال بعد ہی مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی کا ترجمہ پہلی مرتبہ ۱۸۹۶ء میں شائع کیا گیا۔

مرزا حیرت دہلوی وحید الزماں صاحب حیدرآبادی ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب اور اشرف علی صاحب تھانوی۔ ان چار کے ترجمے ۱۸۹۴ء اور ۱۹۰۵ء میں عوام کو میسر ہوئے۔

فتح محمد خان جالندھری۔ فرمان علی بہاری۔ مقبول احمد صاحب دہلوی ان تین کے ترجمے ۱۹۰۰ء اور ۱۹۱۰ء میں شائع ہوئے۔ ڈاکٹر مرزا ابوالفضل (جواب حیدرآباد میں مقیم ہیں)۔ احمد رضا خان بریلوی زیرک حسین رہنی۔ احسان اللہ عباسی۔ ریورنڈ پادری احمد شاہ صاحب اور میر محمد سعید ان چھ اشخاص کے ... ترجمے ۱۹۱۳ء اور ۱۹۱۵ء کے درمیان شائع ... ہوئے۔

مجلس احمدیہ کے محمد علی صاحب لاہوری شیخ الہند محمود الحسن صاحب دیوبندی اور خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کے ... تحت اللفظ ترجمے اور شاہ شمس الدین ... ترجمہ یہ سب کوئی ایک وقت اور کوئی بعد عاشت ... کے درمیان شائع ہوئے اس لئے اردو ترجموں کی ... سال ہیں جو

مکمل ترجمہ شائع ہوا ہے وہ ابو محمد مصلح صاحب کی کاوش کا نتیجہ ہے۔ جنھوں نے ماقبل ترجموں کی اردو میں مزید سلاست پیدا کرکے قرآن مجید معہ بچوں کی تفسیر کے نام سے یہ ترجمہ ۱۹۳۷ء میں شائع کیا ہے۔ صاحب موصوف اب حیدرآباد ہی میں مقیم ہیں اور عالمگیر تحریک قرآن مجید کے روح رواں ہیں اب تک آخری اردو ترجمہ ان ہی کا مرتب کردہ ہے۔ البتہ چند اور ترجموں کی بدفعات اشاعت بھی جاری ہے۔

اس طویل فہرست کے سننے سے سامعین کو یہ خیال ضرور گذرا ہوگا کہ جب چار چار پانچ پانچ چھ چھ اشخاص بہ یک وقت قرآن مجید کے ترجمے میں مصروف رہے ہیں تو ان سب نے ملکر کوئی ایک ترجمہ بہتر کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی۔ اس سوال کا جواب ... نہیں بہتر دے سکیں گے جواب بھی انفرادی طور پر علحدہ علحدہ اس کتاب کے ترجمے مرتب کرنے میں مصروف ہیں۔ لیکن تو بظاہر معلوم ہے کہ گو قرآن مجید سب مسلمانوں کے ایمان کا جزو لاینفک ہے اس کے معنی سمجھنے سمجھانے میں کوئی دو عالم بھی بالکل متفق نہیں۔ اور ہر ایک کو اس کی ضرورت ہوتی ہے کہ مختلف اور متضاد حدیثوں کا حوالہ دیکر اپنے دیئے ہوئے معنی کی حمایت کرے۔ اس کوشش میں اکثر مرتبہ ایسے قصہ کہانیوں کو شریک کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جن کی نہ عقل توثیق کرتی ہے نہ تاریخ لامحالہ کہنا پڑتا ہے کہ " چون نہ دیدند حقیقت رہ افسانہ زدند" وہ زمانہ ابھی نہیں آیا اپنے ذاتی رجحانات اور عقائد کو

بالائے طاق رکھ کر چند مسلمان عالم قرآن مجید کا ایک ایسا ترجمہ مرتب کرنے کی کوشش کریں جس کے متعلق کم از کم یہ کہا جا سکے کہ یہ کسی ایک شخص کی جدت نزازی کا نتیجہ نہیں۔

اس دور جدید سے قسم قسم کی ترقیات کی توقع کی جا رہی ہے جتنی جاگتی اقوام ایک نئی دنیا کی داغ بیل ڈال رہی ہیں ہندوستان کے مسلمانوں کا نوعمر طبقہ بھی جنگ کے ہولناک مظاہر سے متاثر ہو کر ایک نئی دنیا تعمیر کرنے کا متمنی ہے۔ کیا اس نوجوان طبقہ سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ ان میں سے چند افراد ملکر اس مہم کی بھی سربراہی یا بھی سے کمر باندھ لیں گے۔ کیا ہمارا طبقہ امید کر سکتا ہے کہ ہم بھی جیتے جی قرآن مجید کا کوئی ایک اردو ترجمہ دیکھیں جس پر سب مسلمان جن کی مادری زبان اُردو ہے متفق ہوں؟ یا کیا ہماری آنکھیں کھلی رہتے تک ہماری نایاب اور مقدس کتاب ہمارے لئے زینت طاق نسیان بنکر رہے گی؟

مکتوبات قرآنی

بہاولپور۔ ۶ - ۸ - ۵۸ء

مکرم بندہ سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم۔ مطبوعہ عنایت نامہ ملا۔ مجھے آپ کی تحریک سے ہمدردی ہے کیونکہ میں خود جس جگہ رہا ہوں۔ وہاں کی مسجد میں قرآن مجید کی تعلیم بامعنی شروع کرائی۔ اب بھی جب سے میں بھاولپور میں تبدیل ہو کر آیا ہوں اپنے مکان کی ملحقہ مسجد میں قرآن مجید کا درس شروع کرایا ہے اور مزید درس شروع کرنیکا ارادہ ہے۔ آپکے سوالات (حق کی پکار: تلک عشرۃ کاملۃ) کا جواب حسب ذیل ہے۔

۱۔ ہاں۔ اور مزید خدمت انجام دینے کا ارادہ ہے۔
۲۔ نہیں۔
۳۔ ہاں۔ مولوی کی تنخواہ میں خود دیتا ہوں۔ چندہ وغیرہ سے احتراز کیا جاتا ہے۔
۴۔ ہاں۔ لیکن افسوس ہے گھر میں درس قرآن جاری نہیں ہے۔
۵۔ نہیں۔
۶۔ بھاولپور میں ایک مدرسہ "جامعہ" موجود ہے جس میں طلبہ کو عربی تعلیم دی جاتی ہے۔ لیکن وہی دقیانوسی تفاسیر پڑھائی جاتی ہیں جن کی آج کل ارتی قدر و قیمت نہیں ہے۔ مثلاً خازن۔ درمنثور۔ وغیرہ۔ جب تک شیخ الجامعہ نئی تعلیم سے ماہر نہ ہوں پرانے خیالات دور نہیں ہو سکتے۔
۷۔ اردو۔ بہت سے تراجم و تفاسیر موجود ہیں
۸۔ اس کے متعلق دریافت کرونگا۔ حیات نگر پہونچنے کے لئے کونسی ریل جاتی ہے
۹۔ بہت خوشی سے۔
۱۰۔ رکنیت کا چندہ دیا جاویگا۔

نیازمند۔ اختر علی۔ ڈائرکٹر لینڈ ریکارڈ
بغداد الجدید۔ بھاولپور۔

جواب

کرم فرما

وعلیکم السلام! توجہ فرمائی کا شکریہ۔ خوش قسمت ہے وہ بندہ جس کو خدمت قرآن پاک کی توفیق ارزانی ہوئی ہے۔ حالات ہر جگہ کے خراب ہیں ہمیں فرض سمجھ کر کام کرنا ہے۔ اور حکمت کے ساتھ تاکہ کچھ نہ کچھ نتائج ضرور برآمد ہوں۔ ابو محمد مصلح۔ حیدر آباد دکن۔

حضرت مولانا المکرم سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم۔ کارڈ محررہ ۵ ر رمضان المبارک ملا۔ گورنمنٹ میں ابھی پانچ سال باقی ہیں لیکن اس کے بعد بقیہ زندگی انشاءاللہ خدمت قرآن کے لئے وقف ہوگی۔ لیکن یہ کام ابھی سے شروع ہونا چاہئے۔ جس قدر گمراہی کے عرصہ کو کم کیا جائے اتنا ہی اچھا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ بھاولپور میں ایک " جماعت قرآنی " قائم کردوں اور اس کے لئے ——— ایک فنڈ بھی جمع کیا جائے تاکہ آپ کی کتابیں۔ تفسیر و دیگر لٹریچر خریدی جائے مختلف مساجد میں تعلیم قرآن ہو۔ میں نے اپنی عرصہ ملازمت میں دیکھا ہے کہ گو میں نے درس قرآن کا اچھا انتظام کیا لیکن میرے تبدیل ہونے کے بعد ایک جگہ بھی جاری نہ رہ سکا۔

عرصہ ایکسال کا ہوا میں رحیم یار خان سے تبدیل ہوکر یہاں آیا۔ وہاں میں پانچ سال رہا اور ایک مسجد [illegible] میں تھا جہاں میرا بنگلہ بھی تھا، اہالیان گو مسلمان افسران تھے لیکن سوائے چند کلرکوں کے کسی نے دلچسپی نہ لی۔ آخر کار میں نے اپنے خرچ پر درس قرآن مجید

جاری کیا۔ اور پھر مسجد کے ساتھ دس ایکڑ اراضی جو پندرہ ہزار کی قیمت کی تھی صرف (۵ کے ۵۰) فی ایکڑ مسجد کے نام سرکار سے لکھوائی۔ میرے آنے کے بعد افسوس کے وہ مولوی صاحب بھاگ گئے۔

میں نے بھاولپور میں اپنے مکان کے پاس کی مسجد میں درس قرآن جاری کیا۔ ایک سید یہاں کے جامعہ کا طالبعلم مل گیا ہے۔ مکمل عبور تو اس کو نہیں ہے لیکن شریف آدمی ہے اور حوصلہ کا بھی مالک ہے۔ دس روپیہ ماہوار اسکو دیتا ہوں۔

بھاولپور میں حاضر و ناظر کا مسئلہ (یعنی حضرت مقبول صلعم اسی طرح حاضر و ناظر ہیں جیسے خدا) اس مسئلہ کی وجہ سے بھاولپور کے مسلمانوں میں ہمیشہ دنگل رہتا ہے۔ میں نے عرصے سے درس میں یہ دیکھا ہے کہ بہت سے مخالفین قرآن کی تعلیم کی برکت سے (اگرابھی تیسرا سیپارہ شروع ہے) وہ حاضر ناظر کے قائل نہیں رہے۔ میں خود اچھا خاصہ بچپن میں قبر پرست تھا۔ لیکن قرآنی تعلیم نے تمام عقائد درست کر دئے۔ میں اپنی اسکیم عنقریب آپ کی خدمت میں بھیج دوں گا اور آپ کی قیادت کے تحت امید ہے کہ کچھ نہ کچھ ہو کر رہیگا

احمد علی۔ ڈائرکٹر لینڈ ریکارڈس بھاولپور گورنمنٹ۔ بغداد الجدید

جواب۔

محترم کرمفرما

وعلیکم السلام۔ قرآن مجید کی تعلیم ایک مقصد کے تحت عام کیجئے۔ جماعت قرآنی نتیجہ خود بخود بن جائیگی۔ جیسا کہ پہلے بھی لکھ چکا ہوں۔ حالات کسی طبقہ کے بھی قابل اطمینان نہیں ہیں اور اسی لئے تو ہمیں کچھ کرنا موقع ہے ورنہ ہماری ضرورت ہی کیا تھی۔ بیشک قرآن نور ہے اور حق بھی ہے یہ آیا اور تاریکیاں اور باطل رخصت ہوئے اس سے بجائے دوسری طرف الجھنے کی پوری قوت کیساتھ یہی ایک کام کرنا چاہئے کہ قرآن مجید کا داعی ہونا چاہئے۔

ابو محمد مصلح حیدرآباد دکن

ماہنامہ قرآنی دنیا

سالانہ پانچ روپیہ

ادارۂ عالمگیر تحریک قرآن مجید حیدرآباد دکن سے۔ قرآنی خدمت کے سلسلے میں تین رسالے جاری ہیں۔ اردو زبان میں "قرآنی دنیا"، جیسا کہ نام سے ظاہر ہے مضامین نظم و نثر بھی اسی کے حامل ہیں۔ آپ بھی اسکی خریداری اسی نیت سے منظور فرما کر تعاونوا علی البر والتقوی کا اصل فرمائیں اس میں ایک حصہ بچوں کیلئے بھی مختص ہے تاکہ شروع سے ہی انکے اندر قرآنی خیالات آ کر رہیں

ماہنامہ مومنہ

خواتین اسلام اگر قرآن حکیم کے ذریعہ مومنہ بن جائیں تو قوم و ملت کی قسمت پلٹ جائے۔ پھر انکی اولاد قرآنی فضاؤں میں پروان چڑھ کر "اسلام" اور "انسانیت" کے ن جھپٹے اور اس بات کی ضمانت ہو جائے کہ مسلمانوں کا مستقبل تاریک نہیں روشن تا۔ اس رسالہ کے اجراء کی یہی غرض ہے۔ ایک حصہ ان میں بچیوں کے لئے بھی مختص ہے تا یہ آیندہ بہتر مائیں بن سکیں اور ابھی سے زیور قرآنی سے آراستہ ہوں۔

قرآنک ورلڈ (انگریزی)

قرآن مجید تمام دنیا کے لئے نازل ہوا ہے۔ یہ انسانوں کی جنس مشترک ہے۔ لیکن یہ فرض مسلمانوں پر عائد ہوتا ہے کہ "پیام ربانی" کو دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہونچانے کا سامان کریں۔ قرآنک ورلڈ سہ ماہی رسالہ ہے جو انگریزی زبان میں اسی مقصد کے حصول کے لئے جاری کیا ہے۔ نیز اس لئے بھی کہ ہمارے اکثر بھائی قرآن اور اسلام کو بھی انگریزی کے ہی ذریعہ سے جاننا چاہتے ہیں۔ دنیائے اسلام میں اپنی نوعیت کا یہ واحد رسالہ ہے۔ آپ اسکی خریداری منظور فرمائیں خود پڑھیں۔ اسکے بعد کسی غیر مسلم یا کسی ادارہ کو دیدیں تاکہ خیر امتہ کا طغرہ امتیاز قایم رہے

ابو محمد مصلح۔ ادارہ عالمگیر تحریک قرآن مجید۔ حیدرآباد دکن

بچوں کے صفحات

مسلمان بچوں کی رجز خوانی

اکسیر سے بڑھکر ہیں گو خاک سے بدتر ہیں
قطرہ نہ ہمیں سمجھو ہم موج سمندر ہیں

ہم حامل قرآں ہیں مسلم ہیں ہمیں کہتے
ہم فہم سے بالا ہیں ہم عقل سے باہر ہیں

چھوٹا نہ ہمیں سمجھو بچہ نہ ہمیں جانو
چل جانے میں خنجر ہیں چبھ جانے میں نشتر ہیں

ہم بحر طلاطم ہیں اور سیل فنا ہم ہیں
دشمن کے ڈبونے کو ذخار سمندر ہیں

جو میرے لئے دنیا ہے ہم مالک دنیا ہیں
سمجھو نہ ہمیں کسریٰ تم ہم غیرت قیصر ہیں

ہم حافظ و سعدی ہیں غزالی و رازی ہیں
ہم علم کے دریا ہیں ہم عقل کے پیکر ہیں

قرآں کے مبلغ ہیں ہم حق کے مجاہد ہیں
شمشیر ہیں بڑھ کر ہم چھوٹے ہیں تو خنجر ہیں

بھر جائے زمانہ ہم پھر جائیں اگر اس سے
دشمن سے ذرا کہدو ہم اس کا مقدر ہیں

گر گر کے سنبھلتے ہیں مر مر کے ہیں ہم جیتے
ہم رنج و مصیبت کے اک عرصہ سے خوگر ہیں

پھر ہے تو غضب ہوگا کہ شیر خدا ہیں ہم
ہم خالد ثانی ہیں ضرار بن ازور ہیں

مے خانے کے ہم مالک ساقی بھی ہمارا ہی
ہم مئے ہیں سبو ہیں ہم شیشہ و ساغر ہیں

باطل کے پجاری سن حق کو تو کوئی کیا خطر
مٹ جائیگا زمانہ خود یہ حرف مکرر ہیں

ہم قہر الٰہی ہیں - جبروت الٰہی ہیں
کھینچے ہوئے خنجر ہیں بدلے ہوئے تیور ہیں

تم سمجھو تو اے مصلح جو کچھ کہ ہمارا ہے
آقا کا ہے سب ہم آقا کے چاکر ہیں

بچے بامعنیٰ قرآن مجید کس طرح پڑھیں

اسکولوں میں ہمارے یہی بچے سات سمندر پار کی زبان انگریزی معنیٰ کیسا تھ پڑھتے ہیں۔ لیکن جب قرآن پڑھنے کا وقت آتا ہے تو بغیر معنے کے پڑھتے ہیں۔ میں اس میں بچوں کو قصور وار نہیں سمجھتا۔ یہ قصور تو سراسر پڑھانے والے کا ہے۔ خواہ مخواہ ان کو خیال ہوگیا ہے کہ قرآن بے معنیٰ ہی ہے یا یہ کہ بچے بامعنیٰ قرآن مجید پڑھنے کے لائق نہیں ہیں۔ یہ تو ہمارے بچوں کی کھلی ہوئی توہین بھی ہے۔ اور خدا کے منشا کے بالکل خلاف بھی۔ اور سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ یہی بچے جب بڑے ہوں گے تو ابھی سے قرآنی علم و عمل سے آراستہ ہوئے بغیر کس طرح اسلام کا جھنڈا سنبھالیں گے۔ اور کیا لے کر انسانوں کی حقیقی خدمت انجام دیں گے۔

بے شک بعض والدین اور استاد اس بات کو اب سمجھ گئے ہیں کہ قرآن مجید کو معنے ہی کے ساتھ پڑھانا چاہئیے۔ اور بچوں سے کے لائق اس کا مطلب سمجھانا چاہئیے۔ اور ان کے اندر عمل کا قرآنی جذبہ ابھی سے بیدار کرنا چاہئیے۔ ورنہ کل کو پچھتانا پڑے گا۔

مطلب یہ ہے کہ بچے جب پڑھیں تو قرآن مجید معنے کے ساتھ پڑھیں۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح دوسرے علم پڑھے جاتے ہیں۔

قرآن مجید بچوں کیلئے بھی ہے

خدا سارے انسانوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس میں غریب امیر۔ عورت مرد۔ بوڑھے بچے سمجھدار اور کم سمجھ سب ہیں اور ایک ہی کتاب قرآن مجید سب کے لئے ہے۔ اس لئے جس طرح اس کو بڑی عمر والے پڑھ کر سمجھ سکتے ہیں اوسی طرح اپنی حیثیت کے مطابق بچے بھی فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

دیکھو بچو! مثال کے طور پر سمجھو انسان کی زندگی کے لئے ہوا سب سے زیادہ ضروری چیز ہے۔ تھوڑی دیر کے لئے اگر یہ نہ ملے تو جان نکل جائے۔ لیکن خدا کی شان ہے کہ کتنی مفت اور کیسی آسانی کے ساتھ ہر جاندار کو حاصل ہے۔ انسان کی طاقت سے یہ بات باہر تھی ایسا اچھا انتظام تو صرف خدا ہی کر سکتا ہے۔

یہ ہوا کی بات تو صرف دنیا کی زندگی کے لئے ہوئی جو آخر کسی نہ کسی دن ختم ہو ہی جاتی ہے لیکن جو زندگی دنیا اور آخرت دونوں کے لئے ہے بلکہ آخرت کی زندگی تو کبھی ختم ہی نہیں ہوتی تو بتاؤ ہوا سے بھی زیادہ ضروری کوئی چیز اوس کے باقی رکھنے کے لئے ہوگی یا نہیں ہوگی اجی ضرور ہوگی۔ دیہان کرکے سنو اسی چیز کا نام قرآن ہے۔

اچھا اب یہ اصلی بات کہنے کی ہے کہ قرآن کو بھی ہوا کی طرح آسان ہونا چاہئے بلکہ اوس سے بھی زیادہ آسان تاکہ انسان اپنی دونوں جہاں کی زندگی کو باقی رکھ سکے اور اب یہ بات بالکل آسانی کے ساتھ سمجھ میں آئی ہوگی کہ انسان میں بچے بھی شریک ہیں لہذا قرآن مجید ان کے لئے بھی ہے۔

ابو محمد مصلح

دو بچوں کی گفتگو

سلیم! بھائی نسیم - بزم قرآن میں تم کیوں شریک نہیں ہوتے۔

نسیم! یہ بزم قرآن کیا چیز ہے مجھے تو معلوم کرو۔

سلیم! "بزم قرآن" کا مطلب یہ ہے کہ بچے بھی مل جل کر قرآن مجید کی کچھ خدمت کریں - ان میں شوق پیدا ہو - وقت اچھا گذرے - اور آئندہ کی بہتری ہو سکے۔

نسیم! یہ "بزم قرآن" تو بڑی اچھی چیز ہے - میں ضرور شریک ہوں گا - اب تک اس میں کتنے بھائی شریک ہو سکے ہیں۔

سلیم! ہم سب گیارہ ممبر ہیں - جلسہ جمعہ کی رات میں ہوتا ہے - کسی کو وقتی صدر بنا لیتے ہیں ہمارا ایک بیت المال بھی ہے - ہر ممبر ایک ایک پیسہ اس میں داخل کرتا ہے سیٹھ داؤد کا لڑکا محمد یحیٰ اس کا خزانچی ہے - ہمیں ایک سکرٹری کی ضرورت ہے۔

نسیم! اس کے لئے تم بہت مناسب ہو۔

سلیم - میں اس لائق تو نہیں لیکن بھائیوں کی مدد سے جو کچھ ہو سکے گا ضرور کروں گا - انشاء اللہ۔

ابو محمد شبلی پرنٹر پبلشر نے اعظم جاہی برقی پریس میں طبع کرا کر دفتر عالمگیر تحریک قرآن مجید سے شائع کیا

ہم آپ سے کیا چاہتے ہیں!

۱- آپ قرآن مجید کی بامعنی تعلیم کو اختیار کرنا لازمی سمجھیں۔
۲- آپ اپنے گھروں میں اور تعلیم گاہوں میں قرآن مجید کی بامعنی تعلیم کو رائج کرنا ضروری سمجھیں
۳- آپ خود اور اپنی قوم کے بچی بچیوں کو قرآن مجید کی بامعنی تعلیم دلانے کو سب کاموں پر مقدم خیال فرمائیں
۴- قرآنی پنچائتیں قائم کرائیں تاکہ عملاً قرآن مجید کے قوانین نفاذ پذیر ہو سکیں۔
۵- دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع کرنے کی ضرورت ہے- آپ بھی اپنا حصہ ادا کریں
۶- دنیا کی مختلف زبانوں کے خادم قرآن تیار کرنا ہے- آپ بھی اس میں حصہ لیں۔
۷- بچوں کی تفسیر پارۂ عم کی ایک کروڑ جلدیں چھپوانی ہیں- آپ مع اپنے احباب وغیرہ کے اس میں شرکت فرمائیں- ایصال ثواب وغیرہ کے لئے اس سے بڑھ کر دوسرا کوئی ثواب نہیں ہو سکتا۔
۸- بچوں کی تفسیر پارہ عم کی ایک جلد کے صلے میں ایک روپیہ لیکر ایک کروڑ رکن عام بنانا ہے آپ اپنے اثر سے کام لے کر اس کی تکمیل کی کوشش کریں۔
۹- "مجلس قرآن مجید" کی ایک لاکھ شاخیں قائم کرانی ہیں، تاکہ منظم طور پر قرآن مجید کی خدمت انجام پا سکے آپ کی سعی بھی کار فرما ہونی چاہئے۔
۱۰- جامعہ قرآنیہ حیات نگر، حیدرآباد دکن میں خادم قرآن تیار کئے جاتے ہیں تعلیم اور قیام و طعام کا انتظام مفت ہے، بعض خاص حالات میں وظائف بھی دیئے جاتے ہیں- اور بعد میں کام پر لگایا جاتا ہے جو ان کے لئے وجہ معیشت بھی ہو- آپ اپنے یہاں سے بھی آئمہ مساجد، حفاظ، معلم پیشہ- یا دوسرے ہونہار طلبہ کو بھیجنے کا انتظام کریں۔

الغرض قرآن مجید کی خدمت ہمارا آپ کا مشترک فریضہ ہے اس کی ادائیگی میں تعاون وسعادت دارین کا باعث ہے۔

ابو محمد مصلح- ادارۂ عالمگیر تحریک قرآن مجید- حیدرآباد دکن

جامعہ قرآنیہ حیات نگر میں مندرجہ ذیل جماعتیں قائم ہیں

جماعت اوّل

بیرون ہند کے ایسے طلبہ جو اپنی مقامی زبان سے اچھی طرح واقف ہوں۔ جامعہ قرآنیہ میں انکو نو ماہ میں قرآن مجید سمجھنے کے لائق بنایا جائیگا اور تکمیل تعلیم کے بعد خادم قرآن کی سند دیجائیگی اور انہیں کی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ چھاپ کر دیا جائے گا۔ مدت تعلیم میں علاوہ قیام وطعام نیز پچاس روپے ماہوار وظیفہ دیا جائے گا اور اس کے بعد بھی اسی کام سے وجہ معیشت ہو سکتا۔

جماعت دوم

ہندوستان کے مختلف صوبوں سے مختلف زبان کے ایسے طلبہ لئے جائیں گے جو عربی زبان کے عالم یا گریجوئیٹ ہوں۔ انکے لئے بھی مدت تعلیم پانچ ماہ ہے۔ تعلیم مکمل نصاب کے بعد انکو بھی خادم قرآن کی سند دی جائے گی۔ ضرورت ہوئی تو ماہوار تیس روپے وظیفہ دیا جائے اور فراغت انکی مقامی زبان میں ترجمہ قرآن مجید چھاپکر دیا جائے گا اور کام پر لگا یا جائے گا۔

جماعت سوم

آئمہ مساجد، حفاظ اور معلم پیشہ حضرات کے لئے بھی ایک ماہی نصاب ہے۔ ان کی تعلیم اور ان کے قیام کا انتظام بھی مفت ہے۔ ان میں سے جو طلبہ کو پندرہ روپیہ ماہوار وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔

ناظم جامعہ قرآنیہ حیات نگر حیدرآباد دکن

حضرت اکبر الہ آبادی

اور

قرآن حکیم

حرفِ مطلب

ادارۂ عالمگیر تحریکِ قرآن مجید۔ کا مقصد قرآن کی بامعنی تعلیم عام کرنا ہے لیکن اگر اس سلسلے میں عربی، فارسی اور اردو ادب وغیرہ کی بھی کوئی خدمت انجام پا جائے تو غیر بیان سمجھنا چاہیے بلکہ ممکن ہے کہ یہ چیز ایک نئے باب کے اضافہ سے بھی موسوم کی جا سکے۔

"حضرت اکبر الہ آبادی اور قرآن حکیم" کوئی مستقل تصنیف نہیں ہے لیکن قرآنی آبگینوں کی بات کچھ اور ہی ہے۔

ہم ہر حال میں اور ہر حیثیت میں ایک انسان کے لیے خواہ وہ کسی ملک اور کسی ملت سے تعلق رکھتا ہو، قرآن کو اوّل و آخر چیز سمجھتے ہیں۔ اور اس دور میں انسانیت "تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم" کی مصداق بن گئی ہے۔ بس! اس کی [illegible] میں جن جن طریقوں سے ممکن ہو قرآن کو دنیا فطرت کو بیدار کرنا سمجھتے ہیں۔

[illegible] تجویز ایسے ہوتے ہیں کہ مریض کی دوا، پانی اور غذا تک [illegible] کے چند قطرے [illegible] سے چلتے ہیں ہم قرآن کی تعلیم کو بھی اس سے کچھ زیادہ سمجھتے ہیں۔ ادارہ عالمگیر تحریک قرآن مجید

ابو محمد مصلح

حیدرآباد دکن

۲۵ ذیحجہ ۱۳۶۴ھ

اردو ادب اور قرآن

حضرت اکبر الہ آبادی مرحوم

سید اکبر حسین صاحب ۱۶ر نومبر ۱۸۴۶ء مطابق شوال المکرم ۱۲۶۱ھ کو موضع بارہ میں جو الہ آباد سے بارہ میل پر ہے پیدا ہوئے۔ مولٰنا محمد فاروقی صاحب چڑیا کوٹی رح جو اکثر بڑے لوگوں کے استاد ہیں ان کے بھی استاد تھے۔ ان کے علاوہ بعد میں شاعری میں صاحب دل بزرگ حضرت وحید الہ آبادی سے تلمذ حاصل کیا۔ حضرت مولانا شاہ محمد قاسم داناپوری سے بیعت تھی۔ مختلف ملازمتوں کے بعد وکالت اور اس کے بعد سیشن جج ہوئے پنشن پانے کے بعد ایک طرح کی عزلت نشین حاصل کرلی۔ لیکن اسی زمانے میں قدرت نے ان سے وہ کام لیا جو کسی دوسرے سے اس رنگ میں انجام نا پا سکا۔ مفید اور عام پسند شاعری کی اپنے ظاہر و باطن میں ایسا جوہر پیدا کیا جو بہتوں کے بھی کام آیا۔ سچ تو یہ ہے کہ انگریزی والوں تک ہی نہیں موقوف علمائے دین اور صوفیائے کرام کے بھی آپ پیر و مرشد تھے۔ اس دور میں اگر کسی کو انسان کی تلاش تھی تو وہ آپ کو پاتے۔ ناممکن تھا کہ کوئی آپ کی صحبت میں بیٹھتا اور اپنے اندر تبدیلی نہ پاتا۔ انابت الی اللہ۔

کی کسک پیدا ہوئی ۔ چشم دل میں وہ سرمہ لگتا ۔ جس سے غفلت کے پردے اٹھتے ۔ اور حقیقت کی جھلک نظر آئی ۔ ان کے اشعار اور ان کی نثر میں قرآنی جواہر پاروں کی جھلکیں ہیں ۔ ان میں سے اکثر تردید الحاد میں اور یورپ کی کورانہ تقلید کے خلاف ہیں ۔ اور سچ تو یہ ہے کہ قرآن ہی کا صدقہ ہے کہ حضرت اکبر کو ایک امتیاز خاص حاصل ہوا اور ان میں یہ بصیرت آئی ۔ بالاستقلال روزانہ قرآن شریف کی ایک منزل نہایت خضوع و خشوع سے تلاوت کرتے تھے نمونتہً نثر و نظم کا کچھ حصہ ہدیہ ناظرین کرام ہے ۔

وفات

۹ محرم ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء تین بجے دن کو حضرت اکبر الٰہ آبادی نے داعی اجل کو لبیک کہا ۔ رحلت سے دو دن پہلے بیہوشی طاری ہوئی کسی کو نہ دیکھتے تھے نہ پہچانتے تھے زندگی کی آخری رات سنبھالا تھا ۔ ہوش آیا تو اٹھ بیٹھے اور فرمایا عینک لاؤ قرآن شریف پڑھوں گا ۔ کہا گیا رات ہے صبح تلاوت فرمائے گا نگاہ پر زور پڑیگا ارشاد ہوا اب تک میری کوئی نماز تہجد عمداً قضا نہیں ہوئی اور نہ تلاوت ناغہ ہوئی اب بھی پڑھنا چاہتا ہوں یہ کہتے کہتے پھر غشی طاری ہوگئی ۔

تین بجنے میں تین منٹ باقی تھے کہ سانس ختم ہوگئی اور زندگی پوری ہوگئی ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ الہ آباد خسرو باغ کے قریب دلی والی سڑک کے متصل ہمارے خاندانی قبرستان میں اپنے والد ماجد کے بائیں جانب دفن کئے گئے

قرآنیات

نثر

رقعات اکبر

مولانا سید سلیمان ندوی کو ایک خط میں لکھتے ہیں۔

"کل جو نظم بھیجی ہے اس میں شعر اول کے مصرعہ ثانی پر نشان بنا کر حاشیہ پر یہ آیت لکھ دیجئے۔ اِنَّ الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت سیجعل لھم الرحمٰن ودًا۔

ترجمہ بھی کر دیجئے گا۔

اور اس مصرعہ پر

"کاٹو یہ وقت اپنا طعنوں میں اور گلوں میں"

نشان بنا کر حاشیہ پر یہ آیت لکھ دیجئے۔ لا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ۵

۲

اچھا کیا آپ نے ابھی وہ نظم رحماء بینھم شائع نہیں کی۔

دو چار مہینے التوا بہتر ہے۔ ہیجان، نفسانیت اور بدگمانی کم ہو۔ اگرچہ وہ نظم نہایت بے گناہ تھے۔

۳

"ستارۂ صبح" بند ہوگیا "آفتاب" نکلا۔ لطیفہ ذہن میں آیا کہ ابراہیمؑ اس سے بھی مطمئن نہیں۔

مولوی ظفر علی خان نے اپنی نظربندی کے زمانہ میں ستارہ صبح نکالا اور رہا ہونے کے بعد "آفتاب" جاری کیا۔ اس طرف اشارہ ہے

۴

اقبال :- شیخ محمد اقبال، صاحب کا مطلب ہے کہ ہندو فلاسفی خدا کو نہیں مانتی اور صوفی بھی ہمہ اوست کہتے ہیں۔ لیکن میں [illegible] خدا کو مانتا ہوں۔ اس بات میں آپ نے صحیح لکھا ہے کہ یہ بحث ہی نہ کرنا چاہیئے۔ اسی نے اختلاف ڈالا ہے۔ جو قرآن میں ہے وہی [illegible] پرسنل گاڈ کہنا اتنا ہی بے جوڑ۔ جس قدر ہمہ اوست کہنا۔ بلکہ ہمہ اوست میں تو ایک بات ہے۔ عربی الفاظ اور قرآن کی اصطلاح چھوڑ کر پرسنل گاڈ کیا معنی۔

بنام شرف الدین احمد خان :- (مولف سرگزشت بوعلی سینا)

۵

قرآن بہت پڑھا کیجیے، اور تسکین حاصل کیجیے"

سر شیخ عبدالقادر بارایٹ لا کے نام

۶
الحمدللہ! کہ قرآن مونس تنہائی ہے۔
مولانا عبدالماجد دریابادی کے نام

۷

قرآن شوق سے دیکھیے، خوب دیکھیے۔ بہت دیکھیے یہاں تک کہ بلا مدد ترجمہ اس کے ظاہری معنی سمجھنے لگے۔ تفسیروں کی تو حد نہیں، مذاق مفسرین کی بوقلمونی حیرت انگیز ہے۔ قرآن مجید کو بطور تلاوت پڑھا کیجئے ایک سرے سے پڑھ جائے اور پھر پڑھئے، زیادہ نہ (بس کرے۔ پڑھتے چلے جائے۔ ثواب کا عقیدہ سہی۔ لٹریری لطف وذوق کا خیال) کیجئے۔ ہر وقت طبیعت یکساں نہیں رہتی۔ کسی وقت کوئی آیت دل کو متوجہ کرے گی مزا آئے گا۔ یا کوئی مسئلہ منکشف ہوگا۔ جو اس وقت اور ان روزوں ذہن میں ہے کسی وقت اسی طرح کوئی اور آیت ذہن دل کو کھینچے گی۔
غور اور اسٹیڈی اور کریٹیکل ... عنوان نگاری کے لئے قرآن مجید کو خاص طور پر جابجا حسب مرضی دیکھنے کا کوئی اور وقت نکالئے۔
خدا قرآن کی رو سے قادر مطلق اور خالق کائنات ہے (ارسطو کے خیال کی تردید کہ خدا کو محض علت العلل یا علت اولیٰ ماننے ایکول اکتفا نہ کی جائے۔ ارسطو کو خدا کیا واسطہ ارسطو کی (Generalisation) اور (Classification) کی بے حد قوت ہے۔ لیکن میں نے کسی فلاسفر کو نہیں دیکھا کہ اس کے معاصرین نے یا پیچھے آنے والوں نے اس کی تردید نہ کی ہو۔

صدیوں فلاسفی کی چناں اور چنیں رہی
لیکن خدا کی بات جہاں تھی وہیں رہی

میں خدا کا نام تو جانتا ہوں۔ خدا خیال، ناممکن پاتا ہوں یہ ماسوا پیش نظر ہے، جہاں اس کا خیال آیا خیال خدا غائب ہو گیا عرت فنا اسی سے دل کو ایک مزا ہے۔ مزا حسب استعداد بہت بڑھ جاتا ہے مفر چپ ہے۔ آخر کو خبر نہیں۔

۸

کل میں نے بہت بے تکلفانہ آپ کو ایک خط لکھا۔ لیکن معافی چاہتا ہوں بہت کچھ اور لیوننٹ (غیر متعلق) ہے۔ آپ اپنا کورس خود بخود سمجھتے ہیں۔ جو کچھ لکھا وہ سب ایس لیتا ہوں۔ بجز اس کے کہ قرآن مجید میں صرف برائم مودرہمیں بلکہ خدا تاد مطلق ہے سورہ رحمان میں کل یوم ہو فی شان ملاحظہ فرمائیے اس کے سوا صدہا آئیتیں ہیں۔ ثواب کے یہ معنی بھی سمجھئے کہ دل کو انبساط ہوا۔ کسی مسئلہ کا انکشاف ہوا۔ مجھے تو روزے کا ثواب افطار کے وقت ملجاتا تھا اب تو رکھ ہی نہیں سکتا۔

۹

یہ فلسفہ کے وجود درحقیقت ذہن ہی میں ہے۔ علم باری میں سب کچھ ہے ایسا صحیح فلسفہ ہے کہ میں اس کو کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ کی ایک صوفیانہ تفسیر سمجھ سکتا ہوں۔ کل من علیہا فان میں لفظ فنا سے ظاہراً یہی سمجھا جاتا ہے کہ بالآخر ہر شئے کو فنا ہے لیکن ذہن کہتا ہے کہ بالآخر کیا ہے غور کیا جائے

اور حقیقت پر نظر ڈالی جائے کل فنا حادی ہو جاتی ہے صرف علم باری رہ جاتا ہے۔

۱۰

فلسفۂ جذبات کی تالیف کے وقت Pain اور Pleasure کے لئے لذت و الم کے الفاظ نہیں کئے تھے جس پر الہلال میں بحث چھڑ گئی تھی۔ راحت و الم۔ راحت و اذیت۔ لذت و اذیت۔ حظ و کرب وغیرہ میں جو چاہئے لے لیجئے۔ میں آپ کے شعر سن کر بہت محظوظ ہوا۔ ان سے ملنے میں کچھ حظ نہ آیا۔ حظ نفسانی سے احتراز کرنا چاہئے۔ اردو فارسی میں جو شبہ یہ الفاظ پلیرز کے مفہوم ہیں۔ کرب تو عربی میں بھی تکلیف و مصیبت کے معنی میں مستعمل معلوم ہوتا ہے۔ قرآن میں پڑھتا ہوں۔ ولقد منَنا علیٰ موسیٰ و ہارون ونجینا ہما وقومہما من الکرب العظیم۔

۱۱

خواجہ حسن نظامی صاحب کے نام

رات مولوی احسان اللہ عباسی صاحب گھورکھپوری جنہوں نے بلا اصل متن کے قرآن مجید کا اردو ترجمہ شائع کیا ہے اور میرے مکرم اور آپ کے بھی احسان کے اسوۂ حسنہ کے نامہ نگار ہیں مجھ سے ملنے تشریف لائے تھے۔

۱۲

تاجرانہ اور راڈیرانہ اور لیڈرانہ اظہار علم کچھ اثر نہیں رکھتا

قرآن ہی کی نقل کیوں نہ ہو۔

لاکھ چھپائیں وہ مذہبی باتیں × فرق ہے شیخی وکلر کی میں

۱۳

غالباً تلاوت قرآن کی برکت ہے کہ جو اس میں ہوں ورنہ اندرونی و بیرونی اسبابِ انتشارِ طبع مہلک نہ ہوں تو جنوں انگیز ضرور ہیں

۱۴

ہاشم ۱۴ سالہ بچہ جو خود، اکبر کا چربا ثابت ہو رہا تھا۔ انتقال کر گیا۔ اس پہ لکھتے ہیں۔

بہت کم روتا ہوں۔ لیکن دل ہر وقت بھرا ہوا۔ اور آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا رہتی ہیں۔ کوشش کرتا ہوں کہ ہاشم کے بدلے ہاشم آفرین کا تصور کر کے اس سے فریاد کروں۔ لیکن وہ بھولی صورت اور پیاری آواز چشم و گوش پر ہنوز محیط ہے۔ پھر اس بچے کے ارمان اس کی بے بسی اس کا اللہ اللہ کرتے رہنا نازو کو چھوڑ کر اس چودھویں سال کی عمر میں ہی بکیانہ اور عاجزانہ فریاد پر آ جانا۔

معاذ اللہ ان باتوں کی یاد دل پر بجلی گراتی ہے۔ میں تو اس کا مذہبی فلسفہ تلاش کرتا ہوں یا قرآن کی وحدت سے کوئی توضیح تاکہ دل کو فی الجملہ تسکین ہو۔ وہ لڑکا میری طبیعت کے سانچے میں ڈھل رہا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتا ہوں۔ افسوس ہے کہ اس کے معانی پر پیشتر سے غور کر کے ان کے حوادث کے لئے تیار نہ تھا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ کون تیار ہوتا ہے۔ انا للہ کا مطلب یہ ہے کہ میں بھی خدا کے لئے ہوں

ادولہ کا بھی خدا کے لئے - میں سمجھتا تھا لڑکا میرے لئے۔

نظم

ارشاد لاجواب تو قرآن ہی کا ہے
قانون بے مثال تو رحمان ہی کا ہے

جس طرح انسان محدود طاقت والا ہے اسی طرح اس کی ہر چیز محدود قانونی اور جس طرح خدا لا محدود باقی ہے اوسی طرح اون کے ارشادات و قوانین بھی۔

وہاں قالوا بلےٰ یاں بت پرستی ذرا سوچو کیا کہا تھا کیا کیا

بنی آدم کے روح کی تخلیق ازل میں ایک ہی دن ہوئی - پیدا کرنے والے نے ان سے اپنی پرستش کا وعدہ الست بربکم کہہ کر لیا' اوس وقت تو جواب میں "بلےٰ" پکار اٹھے اب دنیا میں آکر اس وعدے کو بھول گئے ہیں۔

فلاسفی کو ہے مرغوب لمع الا اللہ طریق سنٹیفک کو ہے لا الٰہ لسند

حکمرانی حکمت اور فلسفہ میں فرق باقی نہ رہجائے اگر مقصود حق رسی ہو۔

تسبیح وہ اب کہاں وہ تہلیل کہاں قرآن مجید کی وہ ترتیل کہاں
کل کے آگے خیال فردوس بجا جب ریل ہے سامنے تو جبرئیل کہاں

یہ زمانے کا انقلاب ہے کہ قوم مسلم ہی ہیں ——— اور حقیقت یہ ہے نہیں رہی - پھر بدیگراں چہ رسد۔

دورِ قرآن تجارت ہو چکا اب زمینداری ہے یا تنخواہ ہے
دل میں اب نورِ خدا کے دن گئے ہڈیوں میں فاسفورس دیکھئے

دنیا کا رنگ ہی بدل گیا ہے۔ تحقیقات میں یہ تو ہے کہ سو برس کی ہڈیوں میں ایک خاص قسم کی روشنی پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن خود اپنے دل میں خدا کا نور نہیں نظر آتی۔

وہ شان و شوکت زندگانی نہ رہی غیرت کی حرم میں پاسبانی نہ رہی
پردہ اٹھا تو کھل گیا اے اکبر اسلام میں اب وہ لن ترانی نہ رہی

اسلام کی لن ترانی یہی تھی کہ دوسرے مذاہب والے اس کی تعلیم کا جواب نہیں رکھتے تھے بلکہ اس کے خوشہ چین رہے لیکن اب وہ زمانہ نہیں رہا۔ حالات بدل گئے۔ خود مسلمان اپنے ہاتھوں اپنے موتی کے آب کو ضائع کرنے لگے۔ یہ نہیں سمجھے کہ جن قوموں کی یہ اتباع کر رہے ہیں۔ ان کی ترقیاں صرف مادی ہیں۔ اور اسلام دنیا کے ساتھ دین کا بھی حامل ہے۔

تنویر اسلام نے سمجھا تھا مناسب پردہ
شمع خاموش کو فانوس کی حاجت کیا ہے

قرآن مجید کا ایک نام نور بھی ہے، اس میں اس نے اپنے پیرووں کے لئے سب کچھ بتا دیا ہے۔ جن معاشرت کے سارے اصول روشن کر دیئے ہیں۔ لیکن اب اس کے علم و عمل کی شمع بجھ چکی ہے۔ پردہ فانوس تھا اور خواتین اسلام اس کی شمع۔ یہ اب حقیقی معنوں میں مسلمان ہی نہیں رہیں تو ظاہر ہے کہ پردہ کریں یا نہ کریں سب

یکساں ہے۔ یہ اسلامی تنزل کی انتہائی حد ہے۔

نظم

پردہ کاٹے غصہ اکبر رنجور پر — حاشیہ اچھا چڑھایا سورۃ والنور پر

اَلْحَقُّ مُرٌّ - حق بات کڑوی ہوتی ہے۔ مخالف پردہ اپنے طور پر اپنے دعوے کی تائید بھی کرے گا اور پردے کی تائید کرنے والوں پر ناک بھوؤں بھی چڑھائے گا۔ اور یہی سورۃ والنور پر حاشیہ چڑھانا ہے

بحرِ آزادی میں یہ کیا تموج ہو گیا — قاصرات الطرف کو شوقِ تبرج ہو گیا

شوقِ تموج اپنا بناؤ سنگار دکھانا، حالانکہ یہ غیر کو نہ دکھانے کی چیز تھی۔ اس کا دیکھنے والا اور حقدار صرف خاوند تھا۔

تم نے شلوار کو پتلون سے بدلا اے شیخ — پھر میرے واسطے محرم رہے کیوں جل ورنہ
خود کو گٹ پٹ کیلئے جان دیئے دیتے ہو — ہم سے کہتے ہو کہ پڑھ بیٹھ کے قرآن مجید

یہ حقیقت ہے کہ مغربی تہذیب کی اندھا دھند تقلید اختیار کرنے میں پہل مردوں نے اور اب یہ کہنا کہ تم گھر میں بیٹھ کر قرآن مجید پڑھو تو دور کی بات رہی۔ کلب اور سینما میں اپنے ہمراہ چلنے کے لئے مجبور کرنا معمولی بات ہو گئی۔

روح کا ہے امتحان اور زندگی کا کورس ہے
ہے مبارک وہ سمجھ، قرآن جس کا کورس ہے

زندگی کا کورس، یعنی نصاب زندگی، قرآن جس کا کورس ہے یعنی سرچشمہ۔ بے شک قرآن انسانی زندگی کا نصاب ہی ہے اور اس کے

مبارک ہونے میں کیا شبہ جس کا سرچشمہ قرآن پاک ہو۔

نہ تیرا فلکھی ہے نہ اب حکمرانی　　نہ وہ وضع ملت نہ قرآن خوانی
نہ باہم ادب ہے نہ وہ مہربانی　　یہی کہتی پھرتی ہے لڑکوں کو نانی
ہر اک شاخ میں پاس اب یہ ہوا ہے　　نالاں کالج کا کا تو ا ہے

ہر مضمون میں۔ کا کا توا۔ آپ پرندہ بچوں کی طرح بولتا ہے۔ حضرت اکبر نے اپنے رنگ میں زمانہ کا رنگ ظاہر کیا ہے

عوض قرآن کے ہے اب ڈارون کا ذکر یاروں میں
جہاں تھے حضرت آدم وہاں بندر اچھلتے ہیں

ڈارون صاحب کی یہ تھیوری مشہور ہے کہ انسان ابتدا، میں بندر تھا، ارتقار کے اصول نے اس کو رفتہ رفتہ انسان بنایا ہے۔ حضرت اکبر نے اکثر مقام پر اس کی خبر لی ہے۔

انوکھے ہیں مشاغل حضرت اکبر کے ان روزوں
"الم ترکیف" بیٹھے پڑھ رہے ہیں فیل خانے میں

تعلیمات قرآن پاک سے غیر اثر پذیری کی انتہا ہو گی۔

نبوت کا زمانہ اور تھا اب اور جھرمٹ ہے
وہاں سینے میں قرآن تھا یہاں سینے میں بسکٹ ہے

سوال یہ ہے کہ اب پھر قرآن سینوں میں کیونکر ہو گا اور نبوت کے مبارک زمانے کی جھلک دنیا کیونکر دیکھے گی۔

دلوں کا مالک نظر کا حاکم سمجھ کا صانع خرد کا بانی
جمال اس کا جلال اس کا اسی کو زیبا ہے لن ترانی

"لن ترانی" کے معنیٰ ہیں تو ہم کو ہرگز نہیں دیکھ سکتا" حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اللہ بزرگ و برتر کو دیکھنے کی درخواست کی تھی تو یہ جواب ملا تھا۔ حضرت الہ اس کے اسباب بھی بتاتے ہیں۔

شیخ صاحب کا تعصب ہے جو فرماتے ہیں۔

اونٹ موجود ہے پھر ریل پہ کیوں چڑھتے ہو

یہ سوال ان کا ہے البتہ بہت بے معنیٰ

کہ سمجھ بوجھ کے قرآن بھی کبھی پڑھتے ہو

پہلے شعر سے ظاہر ہے کہ اکبر مرحوم کو مغرب اور اوس کی ایجادات سے خود تعصب نہ تھا۔ دوسرا شعر سا ش صحیح ہوتا کہ شیخ صاحب یعنی مذہبی پیشوا واقعی قرآن مجید معنے کے ساتھ سمجھ کر پڑھنے کی تبلیغ کرتے ہو سکتا ہے کہ ایسا تعلیماً کیا گیا ہو۔

ہر قدم اس کا شہید لغزش مستانہ تھا

سر میں تھا سید کے قرآن زیر پا خانہ تھا

اس شعر کا مطلب آپ سمجھنے میں بھی سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں۔

صوم ہے ایمان سے ایمان رخصت ہو گیا

قوم ہے قرآن سے قرآن رخصت قوم گم

قوم گم ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔ قرآن تو قوم سے گم ہو چکا ہے کوئی ہو کہ اس بھولی ہوئی چیز کی یاد دلائے۔

کام کو اٹھو جدا ما خواستن

لا یضیع اللہ اجر المحسنین

مولانا حسرت موہانی کو نظم میں ایک خط لکھا ہے جس کا آخری شعر ہے - آیت - ان اللّٰہ لا یضیع اجر المحسنین - اللہ نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا - کی طرف اشارہ ہے

ضبطی پرچۂ توحید ہوئی خیر یہ ہے
قل ہو اللہ احد ضبط نہیں خیر یہ ہے

غالباً مولانا ابو الکلام آزاد - کے رسالہ الہلال کی ضبطی کی طرف اشارہ ہے - یا توحید نام کا کوئی اور رسالہ ضبط ہوا ہو- بہر حال اصل مقصد تو یہ ہے کہ اللہ کیتا ہے - کہنے پر بھی کہیں پابندی عائد نہ ہو جائے کیونکہ کمزوری اور مجبوری سب کچھ کراتی ہے - ایک قسم کی غیرت دلانا اور ہوش میں لانا مقصود ہے۔

کار دنیا سے فراغت ہی عزیزوں کی نہیں
پھر کہیں ان سے الی ربک فارغب کب تک

جس سے پوچھو خلق خدا اور دین کے کاموں کے لئے وقت نہیں، ایسوں کا اگر بس چلے تو . . . نے دم ملک الموت سے بھی یہی کہیں کہ سونے کی فرصت نہیں - اور اگر صبح سے شام تک محاسبہ کیا جائے تو مثل صادق آئے گی "فرصت گھڑی کی نہیں کام کوڑی کا نہیں"

بگڑ جائے گی میری اس بت کی اک دن
الٰی اصلہ یرجع کل شیئی

اصل میں آیت کل شیئی یرجع الی اصلہ ہے- یعنی ہر چیز اپنے اصل کی طرف لوٹتی ہے۔

ہو رہا ہے نفاذِ حکم فنا نہ بچیں اس سے دیکھیے مین مکان
تو بین خود آکے اب تو بیداں میں کہیں ہیں کل من علیہا فان

قرآن حکیم کے اصول اور قوانین میں جو قطعیت ہے اگر غور کیا جائے، تو صرف وہی اس پر ایمان لانے کے لئے کافی ہے۔ ان میں سے ایک فنا کا قانون بھی ہے۔ جس سے آج تک کوئی نہ بچ سکا۔ توپوں کا میدان میں اگر کل من علیہا فان کہنا بھی خوب ہے۔

یاد آ رہی ہے مجھ کو موسےٰ کی گفتگو اب
ہو محوِ "استعینوا باللہ و اصبروا" اب

اللہ تعالیٰ سے استعانت طلب ہونا اور حق پر مستقل مزاج رہنا۔ بڑی سے بڑی طاقت کے مقابلے کے لئے کافی ہے۔

مٹنے پر ہے نقش باطل لاتشتغل لا تستعجل

نقش حق کا جمنا باقی رہنا اور نقش باطل کا مٹنا خود قدرت کا ایک عمل ہوگا۔ لیکن غور طلب امر یہ ہے کہ اس میں خود ہی ہمارا کیا حصہ ہے۔

قرآن کو زباں سے دل میں اتار لے
علمی نمونہ چھوڑ عمل کو سنوار لے
چشم و زباں میں کیجئے پیدا اثر بنا
بعد اس کے بندگانِ خدا کو پکار لے

کیسی اچھی تعلیم

من العلم قلیلاً کو بھی دیکھو بعد او نسیتم نہ مانو گے تو اک دن بھائیو کھاؤ گے جوتی تم

اوتیتم من العلم الا قلیلاً سے یہ تعلیم حاصل کرنی چاہئے کہ علم تو انسان کو ملا ہے۔ اب اگر یہ اپنے علم کو غلطی سے علم کی آخری سمجھ لے تو گمراہی کے سوا کچھ بھی پلے نہیں پڑے گا۔ سمجھدار ذی علموں نے یہی جانا ہے کہ انہوں نے کچھ نہیں جانا۔ اس لئے کہ درحقیقت کائنات کے ایک ذرہ کا بھی کما حقہ کسی کو علم نہیں ہو سکتا۔

نہ سن تو قرآن کا وعظ بھائی خوشی سے تقلید کیلئے کر
پھرے گا پلینو میں آخر اک دن و یا سلائی کا بکس ہو کر

انگریزی فلسفی۔ یا کوئی اس کی تقلید انسانی زندگی کا مقصد نہیں بن سکتی۔ سننے کی چیز تو قدرتی وعظ قرآن ہے اگر اس کو کوئی نہیں سنتا ہے تو روز بد دیکھنا یقین ہے۔

چندہ کی مجلس میں پڑھئے رو کر قرآن مجید
مذہبی محفل میں لیکن مثل دشمن جائیے
زمانہ حال کی قوم قوم کہنے والوں کی شان میں ہے
ایک قرآن ایک قبلہ ایک اللہ ایک رسول
بدنصیبی ہے کہ تفریق دوامی ہو گئی

شیعہ سنی کے اختلاف کو پسند نہیں کرتے سمجھانے کا دل آویز پہلو سنت مدلل بھی ہے۔

قرآن ہے شاہد کہ خدا حسن سے خوش ہے
کس حسن سے یہ بھی سنو حسن عمل سے

لیکن علم سے پہلے عمل کا مطالبہ قابل لحاظ ہے، ہاں علم کی

کی تعریف ہی کی جائے جو عمل کا حامل ہو۔

شیخ ڈرتے ہیں کہیں دہانہ نکل جائے سرا
اُنس اس وجہ سے کم رکھتے ہیں یٰسین کے ساتھ

سورۂ یٰسین شریف قلب قرآن ہے۔ لیکن اس بد قسمتی قوم نے اس کے ساتھ عجیب سلوک کیا ہے۔ نزع کے وقت مرنے والے کو سنائی جاتی ہے تاکہ جلد دم نکل جائے۔ اس خیال نے اس درجہ ترقی کیا کہ اب اکثر طبقہ امرار وغیرہ کے لوگ قرآن مجید کی تلاوت کے وقت سرے سے اس کو پڑھتے ہی نہیں۔ گویا اس کا پڑھا جانا منحوس سمجھا جانے لگا ہے۔ کاش ہماری سمجھ میں آئے۔ کہ قرآن کی ہر آیت اور ہر سورہ حیات طیبہ بخشنے کے لئے ہے اور بہر حال اس کی تلاوت خیر و برکت کا موجب ہے۔

قرآن و نماز سے اگر دل نہ ہو گرم
ہنگامۂ رقص و طرب و جنگ اچھا

ہنگامہ رقص و طرب چنگ سے تو بہر حال قرآن و نماز بہتر ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن و نماز وہی ہے جس سے دل گرم ہو۔

ہے روزہ دل نشین ۔ بس اک تفسیر رب العالمین
کاش اس نکتہ سے واقف ہوں مسلمان ان دنوں
من علیہا فان ہی پر ختم ہے قول فنشٹ
کیوں عبث برپا ہے اتنا شور طفلان ان دنوں
مسئلہ ارتقاء اور تنازع للبقاء
تفسیر رب العالمین اور کل من علیہا فان ہے

نہ بھول ان مع العسر یسرا اے اکبر
خدا سکون بھی دے گا اس اضطراب کے بعد

بات صاف مطلب واضح ہے

قلقل شیشہ کو سنیئے تو ذرا حضرت شیخ
دیکھئے تو کہیں اس قل میں ھو اللہ ہو

شاعری ہے یا تعریض اگرچہ معرفت کا رنگ دیں۔

کرم حق پہ رکھو نظر اے اکبر جو عقیدہ ترا نہ ہو ڈھیلا
آسرا سب کا چھوڑ دے اکبر وتبتل الیہ تبتیلا

اس تعلیم کے کیا کہنے۔

فلسفہ حریف کا دین کا ہے عدو شیا اس طرح سے قید بحث اور ترا الجھنا
صبح و شام صدق سے کر دعا کہ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا

بہترین دعا ہے۔

معانیِ قرآن کا تو کچھ مزا پڑھو لم یضروکم الا اذی

سارا معاملہ ایمان و یقین پر موقوف ہے۔ باطل پرست،
حق پرست کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتا۔ الا اذی

الا ایہا الطفک بجو راحت بہ نادلہا
کہ حجر ان سہل بود اول وے افتاد مشکلہا

قوم کے نوجوانوں کی قرآن خوانی سے محرومی اور غفلت اور پھر
تاویلات۔ بیجا۔ سات سمندر پار کی چیز کے حصول میں خون پانی
ایک کر دینا اور گھر کی چیز کو ساری عمر میں ایک مرتبہ بھی سمجھ کر

پڑھنے کی کوشش نہ کرنا اور یہاں پر الزام یہ کہ مشکل ہے۔ پھر راحت یابی کے لئے اوس کا بدل بھی کیا اچھا تلاش کیا ہے۔

حضرت حافظ شیرازی نے جس معنیٰ میں نادلہا استعمال کیا ہے یہاں وہ نہیں بلکہ نادکوں کے معنے میں ہے۔

ملا یہ کہہ رہے ہیں قرآن ہی سے پڑھئے
صوفی یہ کہہ رہے ہیں معنیٰ سمجھ کے پڑھئے

کہنے تو دونوں ہی بجا و درست ہیں لیکن جب اختلافی رنگ میں یہی بات کہی جائے تو نتیجہ کچھ اور مرتب ہوتا ہے۔

ماہنامۂ مومنہ

اپنی نوعیت کا واحد رسالہ ہے۔ اگرچہ اس کا اجرا مسلم خواتین کے لئے عمل میں آیا ہے لیکن اس کے مضامین ہر مذہب و ملت والوں کیلئے کارآمد ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید عام مسلمانوں کے لئے نازل ہوا ہے۔ اس میں بچیوں کے صفحات بھی ہیں نظم و نثر مضامین کے علاوہ کوئی نہ کوئی قرآنی موضوع پر مستقل کتاب بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ محرم کے پرچہ میں "تذکرۂ حیات بخشی بیگم" شریک ہے۔

سالانہ چندہ پانچ روپیہ۔ ایک پرچہ کی قیمت آٹھ آنے

منیجر۔ ماہنامہ مومنہ۔ حیدرآباد دکن

نعتِ شریف

محمد پیشوا اور رہنمائے خلق و عالم ہیں
معزز ہیں، مقدس ہیں، مکرم ہیں، معظم ہیں
فروغِ منزلِ ہستی ہیں، نورِ عرشِ اعظم ہیں
حبیبِ حق ہیں، ممدوحِ ملک ہیں، فخرِ آدم ہیں

انھیں کے رنگ سے رنگِ گلِ ہستی کی زینت ہے
انھیں کی بو سے عطر آگیں بنی آدم کی طینت ہے

انھیں کے دل کو آگاہی ہوئی تھی رازِ فطرت پر
انھیں کی طبع کو وجد آگیا تھا نیازِ فطرت پر

وہی چشمِ خدا بیں محو تھی آوازِ فطرت پر
انھیں کا نازِ غالب آگیا تھا نازِ فطرت پر

وقائع ان کے عزم و فکر کے سانچے میں ڈھلتے تھے
ذرائع غیب سے تکمیلِ مقصد کو نکلتے تھے

وہ نظریں ساقیِ میخانۂ یزداں پرستی تھیں
وہ آنکھیں مظہرِ انوارِ ردِ بت پرستی تھیں

انھیں پر بدلیاں خالق کے رحمت کی برستی تھیں
اسی محفل کی بستی خلق کے پھولوں سے بستی تھیں

اسی سرکار نے رتبہ بڑھایا طبع انسان کا
اسی دربار نے ظلمت بٹھایا نور ایمان کا

نہ سمجھا پھر ہر اک نے آب و سنگ و نار کو حاکم
طبائع ہو گئے تحقیق موجودات کے عازم

جو تھے صناع تاثیر عناصر کے ہوئے عالم
پرستاران عنصر نے عناصر کو کیا خادم

ہوئی توحید با لآخر لٹی عنصر پرستی کی
پڑی بنیاد اسی ارشاد سے علمی ترقی کی

غلط سمجھا گیا دعوائے بتوں کی فاعلیت کا
یقین پیدا ہوا حکم خدا کی کاملیت کا

بڑھا نور بصر گزرا زمانہ جاہلیت کا
بجا ڈنکا زمانے میں بشر کی قابلیت کا

معانی ان کے روشن تھے اندھیرے میں اجالے ہیں
سما جاتا تھا خوف ان سے تعرض کرنے والے ہیں

وہ یوں اصحاب ہیں جیسے جس طرح ہو چاند ہالے میں
مصنف سبل کو کہنا پڑا اپنے رسالے میں
اشارہ عقل کی جانب کلام حق میں واضح ہے
یہی قرآن و گنجینہ فطرت کا فاتح ہے

ماہنامہ قرآنی دنیا حیدرآباد

ادارہ عالمگیر تحریک قرآن مجید حیدرآباد دکن سے قرآنی خدمت کے سلسلے میں تین رسالے جاری ہیں۔ اردو زبان میں "قرآنی دنیا" جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔ مضامین نظم و نثر بھی اس کی حامل ہیں۔ آپ بھی اس کی خریداری اسی نیت سے منظور فرما کر تعاونوا علی البر والتقویٰ کا اجر حاصل فرمائیں۔ اسمیں ایک حصہ بچوں کیلئے بھی مختص ہے تاکہ شروع سے ہی انکے اندر قرآنی خیالات کی تربیت کریں۔

ماہنامہ مومنہ حیدرآباد

خواتین اسلام اگر قرآن حکیم کے ذریعہ مومنہ بن جائیں تو قوم ملت کی قسمت پلٹ جائے۔ پھر انکی اولاد قرآنی فضاؤں میں پروان چڑھ کر "اسلام اور انسانیت" کے دن پھیرے اور اس بات کی ضمانت ہو جائے کہ مسلمانوں کا مستقبل تاریک نہیں روشن ہوگا۔ اس رسالہ کے اجراء کی یہی غرض ہے۔ ایک حصہ اسمیں بچیوں کیلئے بھی مختص ہے تاکہ آئیندہ بہتر مائیں بن سکیں اور بھی زیور قرآنی سے آراستہ ہوں،

قرآنک ورلڈ حیدرآباد

قرآن مجید، تمام دنیا کے لئے نازل ہوا ہے۔ یہ انسانوں کی جنس مشترک ہے لیکن یہ فرض مسلمانوں پر عاید ہوتا ہے کہ "پیام ربانی" کو دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہونچانے کا سامان کریں۔ "قرآنک ورلڈ" سہ ماہی رسالہ ہے جو انگریزی زبان میں اسی مقصد کے حصول کے لئے جاری کیا گیا ہے نیز اس لئے بھی کہ ہمارے اکثر بھائی قرآن اور اسلام کو بھی انگریزی کے ہی ذریعہ سے جاننا چاہتے ہیں دنیا ئے اسلام میں اپنی نوعیت کا یہ واحد رسالہ ہے آپ اسکی خریداری منظور فرمائیں۔ خود پڑھیں۔ اس کے بعد کسی غیر مسلم یا ان کے ادارہ کو دے دیں تاکہ خیر امۃ کا طغرۂ امتیاز قائم رہے۔

ابو محمد مصلح ۔ ادارہ عالمگیر تحریک قرآن مجید۔ حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہونہار بچیاں

بچیوں کیلئے قرآن کا پیام

بچیاں ہی ایک دن مائیں بنیں گی
لہٰذا آج ہی ان کو قرآنی بننا چاہیے
تاکہ کل کو ان کی گودوں کے پروان چڑھے
ہوئے "انسانیت کی خدمت" اور "اسلام
کی صحیح نمائندگی کا حق ادا کرسکیں"۔ مصلح

شائع کردہ

ادارہ عالمگیر تحریک قرآن مجید حیدرآباد دکن

قرآن کا ترانہ

ہر شے سے بڑھ کے پیارا قرآن ہے ہمارا ! | چشمِ فلک کا تارا قرآن ہے ہمارا !
دنیا نئی ہے اس کی اس کا جدا ہے عالم | فردوس کا نظارا قرآن ہے ہمارا !
جی چاہتا ہے اک اک نقطے کو اس کے چوموں | کس ہاتھ کا سنوارا قرآن ہے ہمارا !
دنیا کو ہو جو لینا پروا نہیں [illegible] | لغر دیتے ہمارا قرآن ہے ہمارا !
دنیا کو ڈوبنے سے ممکن نہیں رہائی | اس بحر کا کنارا قرآن ہے ہمارا !
عیسیٰ نفس نبی ہے آئیں یہ چارہ سازی | بے چارو آؤ چارا قرآن ہے ہمارا !
ریگیاں لوں کی ہوتی ہیں دور اس سے | چمکا ہوا ستارا قرآن ہے ہمارا !

مغرور ہے .. علم و ہنر پہ اپنے
مصلح فقط سہارا قرآن ہے ہمارا !

"م"

مسلمان بچیوں کا گیت

ہم نے زمانہ کو گودوں میں کھلایا ہے — شاہانِ زمانہ کو پروان چڑھایا ہے
اجڑی ہوئی بستی کو دنیا کی بسایا ہے — جنّت کی طرح ہم نے ہر گھر کو سجایا ہے

دنیا میں ہوئے ہم سے سب پیر و پیمبر

پاؤں کے تلے اپنے جنّت ہی سدا رکھی — اس شانِ نرالی کو اللہ سدا رکھے
عزت کو بڑی رکھتے رتبے کو بڑا رکھتے — بھول یاد نہ پھر اسکی ہر شاہ و گدا رکھے

دنیا میں ہوئے ہم سے سب پیر و پیمبر

تخئیل کی ہواؤں کو کرنا ہے دعا عیسیٰ — ہاں قوم کو پھر اپنی کرنا ہے ہمیں زہرا
قرآن کے دعووں کو کرنا ہے ہمیں پورا — پھر ہونا ہے دنیا میں سچ چاند کو تابندہ

دنیا میں ہوئے ہم سے سب پیر و پیمبر

"وہم"

قرآن کی تلاوت

کرلو قرآن کی تلاوت بیٹیو!
ہو خدا کی تم پہ رحمت بیٹیو!

اس کے صدقے لوٹو دنیا کے مزے
اس کے بدلے پاؤ جنت بیٹیو!

پڑھنے میں قرآن کے جو ہے مزا
دل سے پوچھو اس کی لذت بیٹیو!

گفتگو یہ ہے خدائے پاک سے
اس کی کیا کچھ ہے عظمت بیٹیو!

قوم کی حالت بدلنا ہو اگر
پھر کرو قرآن کی عزت بیٹیو!

آہ! دنیا میں نہیں انسانیت
کس طرح بدلے گی حالت بیٹیو!

تم بدلنا چاہو تو ممکن ہے یہ
اس طرح [illegible] قسمت بیٹیو!

لاؤ تم قرآن کو قوموں کے بیچ
بس یہی ہے ایک صورت بیٹیو!

چھوڑ کر قرآن کو ہیں سب تباہ
جائے گی کیونکر یہ ذلت بیٹیو!

بات آسان ہے سمجھتے کیوں نہیں
عقل پر ان کی ہے حیرت بیٹیو!

اس کا مقصد بس بتائے گا وہی
جس نے پیدا کی ہے خلقت بیٹیو!

ہے اسی کا نام تو قرآنِ پاک
ہے وہی تو اپنی فطرت بیٹیو!

علمِ قرآں کا نہیں حاصل جنہیں
اصل میں یہ ہے جہالت بیٹیو!

ہم نہیں چلتے خدا کے حکم پہ
اصل میں یہ ہے بغاوت بیٹیو!

اب بھی قرآں کو کلیجہ سے لگاؤ
سن لو مصلح کی نصیحت بیٹیو!

عورتوں کا اصلی زیور

ایک لڑکی نے یہ پوچھا اپنی امّاں جاں سے
آپ زیور کی کریں تعریف مجھ انجان سے
کون سے زیور ہیں اچھے یہ جتا دیجے مجھے
اور جو بد زیب ہیں وہ بھی بتا دیجے مجھے
تاکہ اچھے اور بُرے میں مجھ کو بھی ہو امتیاز
اور مجھ کو آپ کی برکت سے کھل جائے یہ راز
یوں کہا ماں نے محبّت سے کہ اے بیٹی مری
گوشِ دل سے بات سن لو زیوروں کی تم ذری
سیم و زر کے زیوروں کو لوگ کہتے ہیں بھلا
پر نہ میری جان ہونا تم کبھی اُن پر فدا
سونے چاندی کی چمک بس دیکھنے کی بات ہے
چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیری رات ہے
تم کو لازم ہے کرو مرغوب ایسے زیورات
دین و دنیا کی بھلائی جس سے ایماں آئے ہات

سر پہ جھومر عقل کا رکھنا ہم اے بیٹی مدام
چلتے ہیں جس کے ذریعہ سے ہی سب انسان کے کام

بالیاں ہوں کان میں اے جان گوش ہوش کی
اور نصیحت لاکھ تیرے جھومکوں میں ہو بھری

اور آویزے نصائح ہوں کہ دل آویز ہوں
گر کرے اُن پر عمل تیرے نصیبے تیز ہوں

کان کے بُندے دیا کرتے ہیں کانوں کو عذاب
کان میں رکھو نصیحت دیں جو اوراقِ کتاب

اور زیور گر گلے کے کچھ تجھے درکار ہوں
نیکیاں پیاری مری تیرے گلے کا ہار ہوں

قوتِ بازو کا حاصل تجھ کو بازو بند ہو
کامیابی سے سدا تو خرم و خرسند ہو

ہیں جو سب بازو کے زیور سب کے سب بیکار ہیں
ہمتیں بازو کی اے بیٹی تری درکار ہیں

ہاتھ کے زیور سے پیاری دستکاری خوب ہے
دستکاری وہ ہنر ہے سب کو جو مرغوب ہے

کیا کرو گی اے میری جان زیور خلخال کو
پھینک دینا چاہئے بیٹی بس اس جنجال کو

سب سے اچھا پاؤں کا زیور یہ ہے نورِ بصر
تم رہو ثابت قدم ہر وقت راہِ نیک پر

ہفتِ گل

بچیوں کی بزمِ قرآن

۱- بچیوں کو چاہیے کہ پہلے خود قرآن مجید کی بامعنی تعلیم حاصل کرنے کو ضروری سمجھیں۔ اس کے ساتھ ہی دوسری بچیوں کو بھی اس میں شریک کریں۔

۲- چار یا پانچ بچیاں مل کر "بچیوں کی بزم قرآن" قائم کرسکتی ہیں۔

۳- بچیوں کی بزمِ قرآن کو "مجلس مستورات" یا قرآنی پنچایت سمجھنا چاہیے۔ جس میں وہ بالکلیۃً قرآن مجید کی خدمت انجام دینے کی باتیں کریں۔ اور صحیح نتیجہ تک پہنچیں۔

۴- ہر ہفتہ یا جب کبھی مناسب سمجھیں۔ اپنی بزم کا جلسہ منعقد کریں اور ضروری باتیں طے کریں۔ اور ہو سکے تو اس کی مختصر روداد "مومنہ" میں بچیوں کے صفحات کے اندر شائع کرنے کے لئے بھیجیں

۵- جلسہ کی کارروائی ہمیشہ قرآن مجید کی قرأت سے شروع ہونی چاہئے۔ اور اس کا ترجمہ اور مفہوم حاضرین کو سنانا چاہئے۔ اس کے بعد قرآن مجید کے علم و عمل کو عام کرنے کے متعلق کوئی نظم بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

۶- بچیوں کو اپنے گھر۔ اپنے ہمسایہ۔ اپنے محلہ یا بستی اور اسکول و مدرسہ میں بھی قرآن مجید کی با معنی تعلیم کے داخلہ کی مناسب طریقوں پر کوششیں کرنی چاہئے۔

۷- بچیوں کو اس بات کی صلاحیت پیدا کرنی چاہیے کہ واقعات عالم عالم اسلام اور حالات حاضرہ وغیرہ پر قرآنی نقطہ نظر سے غور کر کے دنیا کو قرآنی دنیا بنانے کی فکر کریں۔ اور اللہ تعالےٰ سے اس کے لئے دعا مانگیں۔

والدین اور اساتذہ سے درخواست

اس فقیر کی طرف سے اور اپنی طرف سے بچیاں اپنے والدین اور اپنی استانیوں اور اساتذہ سے درخواست کریں کہ وہ ان کی با معنی تعلیم قرآن کا خاص طور پر انتظام کریں اور ان کی مجلس قرآن مجید میں رہنمائی اور ہمت افزائی کریں۔

ابو محمد مصلح